8

شمارہ ۶ ۱۴۰۵ھ

دینی، اصلاحی، علمی تصوّف وسلوک کا واحد مجلّہ

جولائی ۱۹۸۵ء

ماہنامہ

المرشد

چکوال ۔ جہلم

بانی:

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان صاحب رح

سرپرست:

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ

مدیر مسئول:

حافظ عبدالرزاق صاحب ایم اے (عربی۔ اسلامیات)

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جاکر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کرسکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتایا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5-حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کرسکتے ہیں۔ 03235205255

جلد ۶ | شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ ماہ جولائی ۱۹۸۵ء | شمارہ ۱۰

ماہنامہ

المرشد

چکوال (پاکستان)

رابطہ کے لئے: دار العرفان منارہ ضلع چکوال

بیاد
حضرت العلام
مولانا اللہ یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سرپرست
حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ
مدیر مسئول
پروفیسر حافظ عبد الرزاق ایم اے (اسلامیات) ایم اے عربی
★
مدیران اعزازی
مولانا اللہ بخش زاہد، ایم اے
جناب ابوطلحہ

سالانہ چندہ	۴۵/ روپے
ششماہی	۲۵/ "
فی پرچہ	۴/ روپے

اس شمارہ میں

اداریہ	مدیر
وَمِنَ اللَّيْلِ الخ	مولانا محمد اکرم صاحب
اسرار التنزیل	مولانا محمد اکرم صاحب
شیطان کے تعاقب میں (ایک دل افروز مضمون)	تحریر قادری صاحب
یہ تیرے پُر اسرار بندے	قادری صاحب
ڈاڑھی کی دینی اور شرعی حیثیت۔	شاہد رام نگری (بھارت)

پسانا فی پرچہ ۲/ روپیہ
سول ایجنٹ: مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور

طابع و ناشر حافظ عبد الرزاق مطبوعہ اصلاحی نصرت پرنٹنگ پریس گنپت روڈ لاہور مقام اشاعت الحسنات منزل چکوال

ماہنامہ المرشد جولائی ۱۹۸۵

باسمہٖ سبحانہٗ

اداریہ

شرفِ انسانیت

شرفِ انسانیت کی بنیاد یہ ہے کہ انسان کے سامنے کوئی اعلیٰ مقصد اور بلند نصب العین ہو۔ پھر اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس مقصد کے حصول مقصد کے لئے سچی لگن اور انتہائی کوشش سے کام لے اور یہ کوشش ایسے عمدہ سلیقے سے کرے کہ حصولِ مقصد کے لئے موزوں ترین طریقہ اختیار کیا جائے۔

مسلمان بڑا خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بلند ترین نصب العین سے آشنا کر دیا اور وہ ہے قربِ الٰہی اور رضائے الٰہی کا حصول، اور اس نصبُ العین تک پہنچنے کے لئے ایسا آسان مختصر اور سیدھا رستہ دکھا دیا کہ اس سے بہتر کسی تدبیر کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس نصاب کا ایک حصّہ یہی رمضان کے روزے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ کسی عظیم شئے کا حصول واقعی ایک اہم مرحلہ ہے۔ مگر انسان کا اصل کام تو اس کے حصول کے بعد شروع ہوتا ہے اور وہ ہے اس کی حفاظت اور نفع بخش کاموں میں اس کا استعمال۔

رمضان کے روزوں کی تین حیثیتیں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اوّل عبادت کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ۔ دوم تزکیۂ نفس لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

سوم اس مہینے میں کتاب ہدایت کے نزول کی عظیم نعمت کا شکریہ۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن

ان تینوں کا ماحصل ایک طرف تعمیر ذات اور تکمیل انسانیت ہے۔ تو دوسری طرف اپنے رب سے قلبی تعلق استوار کرنا ہے۔

واقعی اگر رمضان کے روزے پوری شرائط کے ساتھ رکھے جائیں تو ان کی برکات ان دونوں صورتوں میں سمیٹی جا سکتی ہیں۔

عبادت کا شوق ترقی کرتا اور جذبہ بڑھتا ہے۔

تزکیۂ نفس کے سلسلے میں خواہشات پر قابو پانے کا سلیقہ آتا ہے۔ اور شکرِ نعمت کی حس بیدار ہوتی ہے۔

یہ مبارک مہینہ گزر گیا۔ اب فرض کی ادائیگی کا حق ادا ہوگیا اور چھٹی ہو گئی۔ نہیں بلکہ اصل کام تو اب شروع ہوا۔ وہی کہ اک مہینے میں جو برکات آپ نے سمیٹی ہیں جتنا تعلق اپنے رب سے استوار ہوا ہے۔ رذائل اخلاق سے جس قدر دامن پاک کیا ہے۔ فضائل اخلاق سے جتنا حصّہ وافر ملا ہے۔ اب اسے عملی زندگی کی مارکیٹ میں پیش کرو۔ ہر قدم اور ہر موڑ پر اپنی حرکات و سکنات اپنے افعال و اقوال پر کڑی نگاہ رکھو کہ ان پر سُنّت نبوی اور شریعت مطہرہ کا ٹھپہ لگا ہوا ہے یا نہیں۔ اپنی عبادات کا جائزہ لو۔ کہ ان میں محبت کی چاشنی موجود ہے اپنی عادات کا محاسبہ کرو کہ ان میں اس کی کوئی جھلک موجود ہے۔ جیسے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ؀ کی سند سے نوازا گیا۔

اپنے معاملات پر نگاہ رکھو کہ ان میں کہیں کھوٹ تو نہیں مل رہا اور ان میں المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ (مسلمان وہ ہے جس کی زبان یا ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچے) کا رنگ نکھر رہا ہے۔ اور یہ کام ایک دو دن کا نہیں پوری زندگی کا ہے۔

اگر اس سمت قدم اٹھنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ مہینہ بھر کی محبت قبول ہو گئی اور اگر خدانخواستہ عادات و اطوار میں مشاغل اور مصروفیات میں عبادات اور معاملات میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں آئی۔ تو اس محرومی پر آنسو بہانے کے بغیر کیا کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر بفضلہٖ تعالیٰ اس نعمت عظمیٰ سے کچھ حصّہ ملا ہے۔ تو اس کی حفاظت کیجئے اس میں اضافہ کی فکر کیجئے اور یہ نعمت زیادہ سے زیادہ اللہ کے بندوں تک پہنچا دیجئے۔

اللّٰھم ارزقنا حبک وحب حبیبک
وحب عمل یقربنا الیٰ حبک

مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ؀

بیانِ حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ العالی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات تخلیقی طور پر تمام محاسن کا مجموعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا بیٹھنا۔ سونا۔ جاگنا۔ بات کرنا خاموش رہنا، ہر حالت سراسر عبادت ہے۔ تمام کی تمام حیاتِ طیبہ علیٰ صاحبہ السلام عبادتِ الٰہی سے برقم ہوئی ہے۔

قبلِ بعثت بھی اتنی ہی روشن جتنی بعثت کے بعد تابناک، بے داغ جوانی۔ صاف ستھرا لڑکپن اور ایسا نرالا اور انوکھا بچپن کہ جس کا خداوندِ عالم نے دلیلِ نبوت کے طور پر ذکر فرمایا۔ جو سراپا عبادت تھے انہیں کو حکم ہوتا ہے کہ راتوں کو اُٹھیں، مجاہدہ کریں، نوافل ادا ہوں۔ تاکہ اللہ جلّ شانہٗ آپ کو اس مقامِ عُلیا پر سرفراز فرمادیں جو صرف آپ کے لئے ہے۔ تو گویا قانون یہ ہے کہ غیر معمولی منازل اور غیر معمولی اجر چاہنے والوں کے لئے محنت و مشقت اور مجاہدہ بھی غیر معمولی ہونا چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ متعلقین ہمیشہ بنیادی شخصیت اور مدارِ ہستی کی محنت پر زندہ رہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجاہدہ نہ فرماتے تو اُمت میں کسی کو بھی یہ توفیق نہ ملتی۔ یہ ذکراذکار، یہ شب بیداریاں، یہ مجاہدہ، یہ نفلی روزے، یہ جہاد، یہ صدقات، جو کچھ بھی ہیں اور جس کسی کو بھی ان کی توفیق ملتی ہے باتباعِ پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی ہے

چونکہ ایمان ہی آپ کے اتباع سے آتا ہے۔ اور جو کیفیات ایمان کے ساتھ دل پر اطاعت الٰہی کے لئے وارد ہوتی ہیں۔ جو جذبہ سینے میں بیدار ہوتا ہے اللہ جو طلب پیدا ہوتی ہے اور انسان کو اطاعت کے لئے مجبور کرتی ہے باتباع محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب ہوتی ہے۔ اور خدانخواستہ اگر اس چیز کا وجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں نہ پیدا ہوتا۔ تو آپ سے جو فیوض و برکات ملتے ہیں ان میں یہ شے جاری و ساری نہ ہوتی۔ اور آپ کے غلاموں کو ان اعمال عُلیا کی کبھی سعادت نصیب نہ ہوتی۔ اس نگاہ سے دیکھیں تو یوں نظر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راتوں کو اٹھ اُٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں یوں کھڑے رہنا کہ پاؤں مبارک متورم ہو جائیں ہم سے نالائقوں کے لئے ہے۔

یہ تصوف و سلوک کیا ہے۔ ان مجاہدات عُلیا سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائے۔ اپنی حیثیت کے مطابق۔ کوئی ذرہ، کوئی شمہ، کوئی حصہ وصول کر لینا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ بہت غیر معمولی چیز ہے، نہایت قیمتی جنس ہے اور اب اگر آدمی اس راہ پہ چل نکلے تو کسی بھی چلنے والے کا وجود اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ اس کی حیثیت کے مطابق اس کے وجود کے ساتھ برکات وابستہ ہو جاتی ہیں۔ جو متعلقین پہ اثرات چھوڑتی ہیں۔

حضرت جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ جو بڑے ساتھی ہیں۔ صاحب مجاز ہیں۔ مامور ہیں اگر یہ سستی کرتے ہیں تو ساری جماعت پہ سستی آجاتی ہے۔ کئی دفعہ آپ نے فرمایا اگر میں سستی کرنا شروع کر دوں تو کوئی شخص بھی نوافل کے لئے نہ اُٹھ سکے۔ کیونکہ **متعلقین** کا وجود اس ہستی کے سہارے چل رہا ہوتا ہے۔ جس سے متعلق ہوں۔

جہاں سے چشمہ پھوٹتا ہے وہی سوت اگر خشک ہو جائے تو آگے پانی کیسے پہنچے گا۔ روئیدگی کہاں سے آئے گی۔ اسی طرح صاحب مجاز، اُمراء اور بڑے ساتھیوں کے اعمال اور ان کے مجاہدات پر دوسرے ساتھیوں کے اعمال کا مدار ہے جن سے وہ توجہ لیتے ہیں۔

بعینہ عام مسلمانوں کے اعمال میں صالح ہونے کا مدار صوفی کے کردار پہ ہوتا ہے۔

بالارادہ طلب رکھنے والے تو صوفی ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس طلب سے محروم ہوں وہ بھی غیر معلوم طریقے سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ اور اگرچہ صوفی نہیں ہوتے لیکن متعلقین ضرور ہوتے ہیں۔ اس طرح جو برکاتِ نبوی علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام اہل تصوف کے سینوں میں چلی آتی ہیں وہ ان کی ذات کے لیے نہیں ہوتیں۔ بلکہ تمام اُمت مسلمہ کی امانت ہوتی ہیں اور بغیر جانتے ہوئے بھی وہ دل جو ایمان کا کوئی شمہ بھی رکھتا ہو ان سے خود بخود مستفیض ہوتا رہتا ہے۔

اب اگر یہ حضرات اپنے مجاہدات میں سستی لائیں گے۔ تو نتیجہ پوری اُمت کے بد اعمال ہونے کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اپنی ذات کا جواب تو پھر بھی دیا جا سکتا ہے۔ کسی حد تک کوتاہی ہو گئی۔ غلطی ہو گئی تو معافی کی درخواست ہو سکتی ہے۔ لیکن جب اپنی سستی اور بد اعمال سے دوسروں کے حقوق ضائع ہوں تو اس کا جواب مشکل ہے۔

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاس کے اوّلیں اور حقیقی مخاطب اگرچہ صحابہ کرام تھے لیکن انہی کے اتباع سے ہر اُمتی اس خطاب میں عمومی طور پہ اور ایک صوفی بالخصوص داخل ہے۔

صوفی کے کردار کی اصلاح پہ عوام الناس کی اصلاح اور اس کی خرابی پہ عام لوگوں کے کردار کی خرابی کا مدار ہوتا ہے۔ جہاں کوئی صوفی بگڑتا ہے وہ اپنے ساتھ سینکڑوں کو بگاڑ کرے جاتا ہے۔ اور جہاں کوئی شخص اللہ اللہ شروع کرتا ہے اور خود سدھر جاتا ہے۔ تو اپنے ساتھ سینکڑوں کو سدھار کرے جاتا ہے۔ کیا یہ دلیل کافی نہیں کہ ایک صوفی کا کردار اک دُنیا کو متاثر کرتا ہے۔

اللہ کریم نے جب آپ حضرات کو یہ سعادت بخشی ہے تو اپنی زندگی میں راتوں کا اُٹھنا اسی طرح لازم کر لیں جس طرح کھانا اور پینا ضروری ہے۔

تصوف بھی ہو۔ اللہ اللہ اور تجلیات باری تعالےٰ کی طلب ہو۔ اور راتوں کا اُٹھنا چھوٹ جائے تو سمجھ لو کہ یہ اتنا بڑا جرم ہے جس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی شاذ و نادر ایسا اتفاق ہو جائے۔ تہجد اور نوافل پوری محنت اور پوری سختی سے ادا کئے جائیں اور اس لحاظ سے جتنا جتنا کوئی آگے چلتا جاتا ہے۔ اتنی ہی اس کی ذمہ داریاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ جنھیں سلاسل کی طرف سے صاحب مجاز ہونے کا منصب عطا ہوتا ہے۔ ان کی ذمہ داریاں دوسروں سے شدید تر ہو جاتی ہیں۔

یہ بھی خوب یاد رکھیں، یہ منازل یہ مناصب جو ہیں ان پر میدان حشر میں فخر کرنا بجا ہے۔ آخرت میں فخر کرنا بجا ہے۔ جنت میں فخر بجا ہے لیکن تادم واپسیں یہ فخر کرنے کی چیز نہیں۔ یہ بہت زیادہ سنبھالنے چوکیداری کرنے اور حفاظت کرنے کی چیز ہے۔ چونکہ انسان آخر وقت تک مکلف ہے۔ نفس موجود ہے اور شیطان اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

ان حالات میں اگر انسان مجاہدہ بھی چھوڑ بیٹھے گا تو اس کے لئے زندہ رہنا یعنی اپنے اس رشتہ کو برقرار رکھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

میرے بھائی آپ سے میری گذارش یہ ہے کہ آپ کو دوسرے انسانوں سے کچھ زیادہ آگے بڑھ کر زندہ رہنا ہے۔ آپ اپنے معمولات میں اپنے آپ کو ایک عام آدمی کے معیار پر نہ پرکھیں۔ کیونکہ آپ عام آدمیوں جیسے اجر کے طالب نہیں ہیں۔ جب آپ اجر میں دوسروں سے بہت زیادہ کی طلب لئے بیٹھے ہیں۔ تو آپ کو اپنی طرف

سے جو مجاہدہ کرنا ہے۔ جو محنت آپ کے ذمہ ہے تو اس
میں بھی دوسروں سے بہت آگے ہونا چاہیئے۔

آپ کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ جو محنت میں کر رہا ہوں یہ تو
ایک آدمی بھی کر رہا ہے۔ تو اُجرت زیادہ کیوں طلب کی جائے۔
اور اگر زیادہ اُجرت کی طلب ہے تو اسی نسبت سے اپنی محنت
مجاہدے اور سرمایہ کو بھی بڑھانا ہوگا۔

جس دور میں کوئی صوفی ہوتا ہے اس زمانے کے لوگوں کے کردار
اس کی زندگی سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ اثرات پھیلتے جاتے
ہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کو زندگی پورے ماحول
کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بسر کرنی چاہیئے اپنے کردار میں، گفتار میں
سونے اور جاگنے، کھانے اور پینے، زندگی کے معمولات میں
وہ انداز پیدا کریں۔ جو آپ دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ
انداز جو آپ میدانِ حشر میں رب العالمین یا بارگاہِ نبوت کے
سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء ○
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ☆

کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن ○
بر زمینِ دیگراں خانہ مکن ☆

اسرار التنزیل

خطاب حضرت مولانا ملک محمد اکرم صاحب دامت فیوضہم

بموقعہ پہلی برسی حضرت سیدنا شیخ المکرم مولانا اللہ یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل شانہٗ کی اس کائنات میں اس کا حکم اور قانون نافذ اور جاری و ساری ہے۔ اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔ دنیا میں اگر کسی نے کسی سے محبت کی ہے تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ ہیں جنہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کی ہے۔ نہ اُن سے پہلے کوئی کسی کو اتنی محبت دے سکا اور نہ قیامت تک چشم فلک کوئی ایسی قوم دنیا میں پا سکے گی۔ پھر اُن پر بھی یہ دور آیا کہ خود انھوں نے روضۂ اطہر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھکانہ بنایا اور حضورؐ وہاں آرام فرما ہیں۔ آپؐ نے گرے پڑے، اور گئے گزرے لوگوں کو جنھیں قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَکُنتُمْ عَلَیٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ۔ تم لوگ جہنم کے کناروں پر تھے تم میں اور دوزخ کی آگ میں صرف تمہارے سانس کی ڈوری بندھی ہوئی تھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فانقذ کم منھا تمہیں جہنم سے اُچک لیا اور وہ مقام رفیع عطا فرمایا کہ جو بھی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہُوا اس کا کم سے کم مقام یہ ہے کہ وہ صحابی بن گیا۔ مرد، عورت، بچہ، بوڑھا عالم اَن پڑھ امیر غریب غرض ہر عمر کے ہر ذہن کے ہر طرح کے لوگ آئے لیکن جو بھی ایمان کی ایک نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ ڈال سکا یا آپ صلی اللہ تعالیٰ اعلیہ وسلم کی نگاہ کرم اُس پر پڑ گئی اس کا مقام کم از کم صحابی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے اطاعت پیغمبرؐ کا حق ادا کر دیا انھوں نے روئے زمین کو انقلاب آشنا فرمایا انہوں نے مشرق سے مغرب تک کلمہ حق کو پہنچایا اور یہ اُن کے خلوص کی کرامت ہے اور ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس ملک میں اسلام صحابہؓ نے پہنچایا اُسے آج تک

وہاں سے کوئی مٹا نہیں سکا۔ یہ اُس ملک کے رہنے والوں کا کمال نہیں ہے یہ کرامت اُن کی ہے یہ خلوص ان کا ہے جنہوں نے وہاں کلمہ حق کو پہنچایا۔ چودہ صدیاں بھی اُن نقوش کو وہاں سے نکھرچ نہیں سکیں۔

ہم بھی اس زمانے کی گردش میں منتشر تھے۔ بکھرے ہوئے تھے بیشتر تو ایسے تھے جنھیں دین سے نماز سے اللہ کی یاد سے کوئی واسطہ نہیں تھا اور جنھیں کچھ ٹوٹے پھوٹے سجدے میسر تھے ان کے سجدے بھی بے جان تھے بے روح تھے اپنی سنت کے مطابق خداوند کریم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے لئے ذریعہ ہدایت بنایا۔ تاریخ تصوف پہ نگاہ کی جائے تو جس طرح فیضان کرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بانٹا اسی طرح یہ کمال صحابہؓ میں موجود ملتا ہے کہ ان کی محبت میں آنے والا ہر شخص تابعی بن گیا۔ اور بغیر کسی قید کے مرد عورت بچہ بوڑھا جو بھی صحابی کی محفل میں پہنچا تابعی بن گیا۔ تابعین میں پھر یہ کمال نظر آتا ہے کہ جو اُن کی بارگاہ میں پہنچا وہ تبع تابعین کہلایا اور بلا امتیاز امیر غریب چھوٹا بڑا عالم جاہل جو بھی پہنچا پہنچنے سے پہلے خواہ وہ کچھ تھا وہاں پہنچا تو تبع تابعی بن گیا۔ تبع تابعین کے مبارک دور سے لے کر آج تک ایک لمبا زمانہ گزرا ہے بہت طویل مسافت ہے جس میں اس اُمت نے ایسے ایسے عظیم اور لاجواب انسان پیدا کئے جن میں سے ہر ایک اپنی مثال آپ ہی نظر آتا ہے جن کی نگاہوں نے مملکتوں کی تقدیریں بدل دیں۔

آپ حضرات فتنہ تاتار سے واقف ہیں کہ تاتاریوں کی وحشت کو حکمرانوں کی تلواریں نہ روک سکیں سلطنتیں ان کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ ہلاکو نے بڑھتے بڑھتے دربند کا محاصرہ کیا تو وہاں ایک درویش حضرت خواجہ محمد دربندیؒ رہا کرتے تھے، تاتاریوں کے خوف سے سارا شہر خالی ہو گیا تھا انہوں نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی مسجد میں خدا کا ایک بندہ بیٹھا ہے اور ایک شاگرد ان کے ساتھ ہے تاتاریوں کو عجیب لگا کہ کسی شہر کی طرف ہم بڑھیں اور کوئی متنفس وہاں موجود ہو۔ انہیں اپنے لئے یہ بھی چیلنج نظر آیا کہ وہ اس بات کے عادی ہو چکے تھے کہ جس بستی کی طرف اُن کی فوجیں بڑھتی تھیں وہ بستی اُنہیں خالی ملا کرتی تھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہلاکو کے سامنے لائے تو اس نے بڑے تعجب سے پوچھا یہ

کیسے ممکن ہے کہ کسی شخص میں اتنا حوصلہ ہو کر خود ہلاکو اُس شہر کی طرف بڑھ رہا ہو اور وہ شخص شہر میں موجود رہے۔ آپ نے فرمایا مجھے شہر سے تو کوئی دلچسپی نہ تھی میں تو تیری بھلائی کے لئے رک گیا کہ تجھے بتا سکوں کہ موت کے سرد ہاتھ تیری طرف بھی بڑھ رہے ہیں اور تیری تباہی عبرت آموز ہوگی۔ کہ تو جہنم کی طرف جا رہا ہے، خدا کے قہر سے ڈر اور زندگی میں توبہ کرے اور اللہ کی عظمت کا اقرار کرے یہ بہت بڑی بات تھی ہلاکو کو دعوتِ اسلام دینا جو مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا اس نے حکم دیا انھیں طوق اور زنجیریں پہنا کر جکڑ دو۔

حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے خود مجھ سے یہ واقعہ بیان فرمایا تھا کہ وہ اُنہیں زنجیروں میں جکڑ چکے تو انہوں نے ایک بار لفظ اَللّٰہ پکارا۔ زنجیریں ٹوٹ کر گر گئیں، ہلاکو کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا ایسے شعبدے میں نے کئی دیکھے اور سنے ہیں۔ فوراً ایک پیالہ میں سم قاتل گھول کر اُنہیں دیا۔ ایک دفعہ انہوں نے اس پیالہ کو فرمایا اور کہا اللہ اور پی گئے۔ فرمایا مجھے تو شربت نظر آتا ہے۔ ہلاکو بہت تڑپا اور اس نے آگ جلانے کا حکم دیا اس کے سالار اور امراء موجود تھے حضرت دربندی کو لایا گیا جب آگ میں پھینکنے لگے تو وہاں سے آگ اس طرح بھاگتی تھی جیسے کسی جانور پر کوئی دیوار گرنے لگے اور وہ اُسے توڑ کر بھاگے اس کے سالار جو گرد اگرد بیٹھے تھے بھاگ نکلے آگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری طرف بھاگتی تھی اُٹھ کر پاؤں میں گر پڑا اور ہلاکو نے بھی کہہ دیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

زمین کا سینہ آسمان سے زیادہ چمکتا ہے اگر نگاہ کی جائے تو شاید ستارے کم ہوں اور اولیاء اللہ زیادہ اور ہر ایک کی اپنی شان ہے اپنی آن بان ہے۔ اپنی رنگ و بو ہے لیکن ایک بات تاریخی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ تبع تابعین کے بعد بڑے بڑے جلیل القدر بزرگ پیدا ہوئے۔ لیکن کسی بھی شخص کی محفل میں آنے والا ہر شخص اپنا دل منور نہ کر سکا اگر لاکھوں آئے تو اُن کو اصلاح ظاہری تک محدود رکھا گیا چند لوگ اُن میں سے ایسے ہوں گے جن کے قلوب کو روشن کیا گیا جن کے دلوں کو مانجا گیا جن کے سینوں کو صاف کیا گیا اور یہ ایک تاریخی روایت اور حقیقت ہے۔

چودہ صدیاں بعد خداوند عالم نے اپنے اس بندے کو یہ قوت یہ جرأت زندانہ بخشی کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سُنت کو پھر سے زندہ کرے کہ ان کی خدمت میں جو آیا وہ خالی نہیں گیا خواہ کسی نے لطائف ہی سیکھ لئے خواہ مراقباتِ ثلاثہ ہی سیکھ لئے ہر آنے والا مرد، عورت، بچہ، بوڑھا جو بھی آیا اُسے ذکرِ قلبی خفی اور نسبتِ قلبی نصیب ہوئی۔ یہ تاریخی حقیقت ہے اور یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے بعد کسی اور بات کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ میرے رب کی مرضی کہ کس ہستی سے وہ کیا کام لینا چاہتا ہے۔ یہ اُس کی اپنی پسند ہے۔ اور پھر آپ دیکھتے ہیں کہ کہاں کہاں سے کیسے کیسے گئے گزرے ناکارہ جاہل اُجڈ لوگ آئے ایسے بھی آئے جو عالم تو تھے لیکن بے عمل تھے ایسے بھی آئے جو ٹوٹے پھوٹے اعمال تو کرتے تھے علم نہیں رکھتے تھے لیکن ہر آنے والا ایک نگاہ میں محبت الٰہی سے کر اُٹھا۔ اور اتنے دلوں کو ایک سمت ایک مقصد ایک طلب دینا یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ ایک بہت بڑی امانت تھی ایک بہت بڑی قیمتی دولت تھی جسے حضرت رح ہم ناکارہ لوگوں کو سپرد فرما گئے۔ آج ایک سال بیت گیا اس غروب آفتاب کو جس روز ہم یہاں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی آرام گاہ میں پہنچانے آئے تھے۔

معجزہ نبویؐ قرآن کریم نے جو بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے وکنتم اعداءً فالف بین قلوبکم الخ تم دشمن تھے ایک دوسرے کے تمہارے دلوں میں محبت بھر دی اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا بعینہٖ یہ انعام یہ دولت یہ نعمت حضرت جی رح نے تقسیم فرمائی اور بے شمار بکھرے ہوئے ذرّوں کو یکجا کر کے پھر سے عظمتِ رفتہ کی یاد تازہ فرما دی کہ مسلمان کس طرح ہوا کرتے تھے لیکن یاد رکھیں جہاں سے جتنی بڑی ہستی اُٹھے گی وہاں اتنا ہی بڑا خلا پیدا ہوگا اور جتنا بڑا خلا ہوگا اتنے ہی بڑے فتنے بھی پیدا ہوں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فتنوں کو اگر دیکھا جائے تو عظمتِ صدیقی کا کسی حد تک اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دبلا پتلا کمزور سا بوڑھا انسان کتنا ثابت قدم اور کتنا مضبوط تھا۔ یہ عجیب بات نہیں ہے یہ چیزیں ہوتی ہیں لیکن نصب العین کی طرف چلنے والے لوگوں کو یہ چیزیں گھبرا نہیں سکتیں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ میں عالم ہوں مجھے یہ خبر ہے کہ میں نیک نہیں ہوں مجھے یہ بھی علم ہے کہ میں کوئی پارسا نہیں ہوں آپ حضرات میں بے شمار لوگ مجاہدے میں نوافل میں تسبیحات میں نیکی میں علم میں بے شمار چیزوں میں مجھ سے

بہت زیادہ سبقت رکھنے والے ہیں۔ از روئے ایمان حضرت کے مزار کے سامنے آپ کی مسجد کی محراب میں کھڑا ہو کر اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں مجھے آپ کی امارت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت آپ احباب حاضر ہیں میں اب بھی آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ میری جگہ کسی کو امیر بنائیں مجھے کوئی رنجش، کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھیں جب تک زندہ ہوں میں وہ کروں گا جسے میں حضرت کے مسلک کے مطابق سمجھوں گا کوئی دنیا کی طاقت مجھے اس سے نہیں ہٹا سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس یہ اُدھار سے سانس ہیں میں ایک عجیب انسان ہوں میں گنہگار ضرور ہوں لیکن مجھ میں ایک عجیب بات یہ ہے جو آپ میں سے کسی میں بھی نہیں ہے میں اپنی عمر طبعی پوری کر چکا ہوں یہ اس مرد درویش کی دعا ہے کہ خدایا اسے مہلت دیدے۔ اگر آپ بھول نہیں گئے تو مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے وصیت بھی لکھ دی تھی اور اطبا نے بھی جواب دیدیا تھا۔ میری وصیت صرف ایک جملہ تھا کہ پس مرگ مجھے دارالعرفان میں دفن کی جگہ دی جائے بس۔

یہ اس خدا کے بندے کی دعا تھی کہ خدایا تو اسے مہلت دیدے اور پھر فرمایا میرے پاس آپ کا وہ خط محفوظ ہے کہ تمہارا وقت ٹل گیا ہے میں تم سے کام لینا چاہتا ہوں اور تم اسّی برس کی عمر پوری کر کے اس کے بعد کہیں دنیا سے جاؤ گے۔ فرمایا میں دیکھ رہا ہوں تمہارے سارے بال سفید ہو چکے ہیں اور تم قرآن کا درس دے رہے ہو یہ دونوں باتیں اُن کے خط میں لکھی ہوئی ہیں۔ میں تو اس کے بعد زندہ ہی اس مشن کی تکمیل کے لیئے ہوں آپ کی امارت کے لیئے نہیں آپ کا پیر بننے کے لیئے نہیں آپ سے دنیاوی جاہ جلال حاصل کرنے کے لیئے نہیں اور میرا مسلک یہ ہے کوئی بھی جو مجھے بُرا کہتا ہے اُسے حق حاصل ہے کہتا رہے، میں کسی کو بُرا کہنے کیلیئے زندہ نہیں ہوں کوئی جو میرا ساتھ چھوڑنا چاہتا ہے خدا اُسے سلامت رکھے مجھ سے اُن کے بارے میں پوچھا جائے گا جو میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں۔ اور دشمنانِ دین سے جا کر پوچھو مذاہب باطلہ سے جا کر پوچھو فرقہ ہائے باطلہ سے جا کر پوچھو کہ میں نے انہیں احساس دلا دیا ہے کہ اللہ یار خان زندہ ہے تم کسی ایسے باطل فرقے سے جا کر پوچھو جس کے ساتھ حضرت کا مقابلہ تھا آپ وصال فرما گئے

لیکن انہیں یہ احساس ہے کہ حضرت زندہ موجود ہیں اور یہ میرا کمال نہیں ہے میں یہ خوب جانتا ہوں ؎

گلِ خوشبو مے درحمام روزے ۔ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ۔ کہ از بوئے دل آویزے زمستم
بہ گفتہ من گلِ ناچیز بودم ۔ ولیکن مدت با گل نشستم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد ۔ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

یہ راستے جو اب خدا نے آپ کو دکھائے ہیں یہ ہمارے پٹے ہوئے ہیں ہم نے برسوں ان راہوں پر حضرت جی کی جوتیاں اُٹھا کر اُن کے ساتھ سفر کی سعادت حاصل کی۔ خدا کا احسان ہے ہزاروں راتیں بسر ہو گئیں لاکھوں لمحے بیت گئے کروڑوں سانسیں لیں اس مردِ درویش کی صحبت میں یہ اللہ کی مرضی یا اُن کی نگاہ تھی اتنی بڑی ذمہ داری مجھ جیسے ناکارہ انسان پر ڈال دی گئی۔ میں انشاء اللہ اپنی پوری قوت اللہ کی تائید سے اُس کی دی ہوئی قوت سے اس بات پر لگا دوں گا اور انشاء اللہ یہ بات تاریخ کا حصہ بنے گی کہ شیخ کی امانت کو کس طرح سے سنبھال کر دوسروں تک پہنچایا جاتا ہے۔

مجھے یہ علم ہے کہ میرا وقت اپنا نہیں ہے میری زندگی اپنی نہیں ہے۔ میرا سرمایہ اپنا نہیں ہے۔ میری دولت اپنی نہیں ہے۔ اور آپ لوگ گواہ ہیں میں نے کسی چیز کو اپنا نہیں سمجھا۔ میں اسے اللہ کی امانت ہی سمجھتا ہوں اور اسے اللہ ہی کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ سنت اللہ یہ ہے، محبت الٰہیہ کا یہ خاصہ ہے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! اگر تم ناکام رہے اگر تم کمزور پڑ گئے تو خدا قادر ہے عَلٰی یاتی اللہ بقوم ۔۔۔ وہ کوئی اور افراد پیدا کر دے وہ کوئی اور انسان لے آئے اور لوگوں کو توفیق عطا کر دے یحبھم ویحبونہٗ ایسے لوگ پیدا کر دے جنہیں وہ محبت کرتا ہو اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں لایخافون لومۃ لائم جن کی محبت کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ روک سکے۔ قرآن کریم کے اسلوب بیان سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں محبت الٰہیہ خالص اور کھری ہو گی وہاں ملامت بھی کی جائے گی۔ اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی تھی بارِ الٰہ مجھے بنی اسرائیل

کی زبانوں سے نجات دیدے تو ارشاد ہوا میں نے لوگوں کی زبان اپنی ذاتِ اقدس سے نہیں روکی لوگ مجھ پر طعن کرتے ہیں تو میں آپ سے کیسے روک لوں گا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کو اپنی یاد پہ لگا دیتا ہے اور جس سے خفا ہو جائے اُس کو اُسے گالیاں دینے پہ کھڑا کر دیتا ہے۔

یہ یاد رکھیں ہماری زندگی تو انہیں طوفانوں میں گذر رہی تھی انہی طوفانوں میں گزر رہی ہے اور ایسے ہی گزرے گی، دُکھ اس بات کا ہے کہ پتہ نہیں کیوں ہم نشینوں میں سے چند لوگ گالیاں دینے والوں میں شامل ہو گئے۔ یہ کام تو اور لوگ بھی کر رہے تھے فرقہ باطلہ کر رہے تھے بدکار شرابی زانی فاسق فاجر کر رہے تھے بے شمار مکتبِ فکر ایسے تھے جو ہمیں بُرا بھلا کہہ کر اپنی تسکین کا سامان کرتے تھے اس بات کا دُکھ ضرور ہے کہ اتنی بڑی ہستی کی صحبت میں رہ کر الزام تراشیاں، بہتان اور جھوٹ پتہ نہیں کیوں؟

میں نے اس بات کو قرآن کریم سے تلاش کیا۔ قرآن کریم نے اس کا بڑا صاف اور واضح جواب دیا اور ایک جمعہ میں نے اسلام آباد میں بھی بیان کیا کہ اصل ہوتا یہ ہے کہ بعض لوگ قلوب کو سیدھا کرتے نہیں وقتی اور لمحاتی طور پر متاثر رہتے ہیں اپنی ذات میں کوئی چیز اخذ نہیں کرتے جیسے یہ گیس جل رہا ہے تو ہر چیز روشن ہے لیکن اگر گیس کو یہاں سے ہٹا دیا جائے تو روشنی صرف اس شئے میں رہ جائے گی جس نے اس کی شعاعیں جذب کی ہوں گی اب تو اینٹیں بھی چمک رہی ہیں لوہا بھی چمک رہا ہے لکڑی بھی چمک رہی ہے لیکن اگر اس کو یہاں سے ہٹا دیا جائے تو ایسی شئے چمکے گی جو روشنی جذب کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اینٹ اینٹ رہ جائے گی، پتھر پتھر رہ جائے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں۔ شاید وہ نہیں سمجھ پاتے کہ ہر ایک کے کرنے کا ایک کام ہوتا ہے ایک ہی کام سب لوگ نہیں کر سکتے اور ہر انسان سے اس کام کی اُمید رکھی جائے جس کی خدا نے اس کو اہلیت اور استعداد بخشی ہے۔

اس ایک سال میں اللہ کا یہ احسان ہے کہ ہزاروں دلوں تک یہ روشنی پہنچی اور ملک کے ایک دوسرے سرے سے سرے تک ہزاروں محفل ذکر بیان بپا ہوئیں راتیں اور دن سفر اور ذکر میں کٹے اور انشاء اللہ باقی رہی سہی قوت بھی اسی کام پہ خرچ ہو گی کوئی اگر مجھے بُرا بھی کہہ لے تو کونسا کفر لازم آ جائے گا میں کیوں اللہ کی حمد و ثنا چھوڑ کر اپنی زبان کو اپنے مزاج کو آلودہ کر کے ما و شما کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دوں بھلا یہ بھی کوئی کرنے کا کام ہے۔

سو میرے بھائی میرا مشورہ آپ حضرات کے لئے یہی ہے کہ جتنی ہمت جتنی قوت ہو سکے اس گئے گذرے دور میں اللہ کے نور کو پھیلانے پہ صرف کرد اپنا محاسبہ کرو آپ نے اس ایک سال میں کیا کام کیا ہے مجھے ان لوگوں سے بھی شکوہ ہے کہ جو ابھی تک کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو بھی نہیں سنبھال سکا۔

دیکھیں امت مرحومہ کی آبرو اس میں تھی کہ خداوند عالم نے فرمایا وکنتم خیر امة أخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔ تم بہترین امت ہو تمہیں نسلِ انسانی کی رہنمائی، رہبری اور ہدایت کا سبب بنایا ہے لوگوں کو بھلائی کا حکم دینا اور انہیں برائی سے منع کرنا ہی تمہارا مسلک ہے تو جب اپنی بے نصیبی سے ہم لوگوں نے دوسروں کی ہدایت کا سامان بننا تو درکنار خود عمل چھوڑ دیا تو مسلمان کن عظمتوں سے کن بلندیوں سے گر کر کن پستیوں میں بھٹک رہا ہے ہماری آبرو بھی اسی میں ہے کہ ہم اللہ کے اس نام کو اللہ کے اس نور کو اللہ کی جلائی ہوئی اس شمع کو چاردانگِ عالم میں پھیلانے کا سبب بنیں۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو یہ روشنی خود ہم سے بھی چھین جائے گی۔ کیونکہ اس کا مصرف یہ ہے کہ اسے پھیلایا جائے اسے دوسروں تک پہنچایا جائے یہی آبرو کا اور بقا کا اور یہی استقامت کا سبب بھی ہے مولانا تھانوی رح تے اسی دلیل سے یہ وطیرہ اپنایا تھا۔ کہ اگر کوئی کہتا کہ حضرت مجھ سے فلاں غلطی ہوئی ہے تو فرمایا کرتے تھے اس کے خلاف وعظ کیا کرو۔ اگر کوئی کہتا کہ میں جھوٹ بول جاتا ہوں تو فرماتے جھوٹ کی برائی وعظ میں بیان کیا کرو فرماتے تھے کسی کی اصلاح ہو نہ ہو تمہاری ضرور ہو جائے گی۔

حضرت رح فرمایا کرتے تھے اگر چاہتے ہو تمہارے لطائف قوی ہو جائیں تو دوسروں کو لطائف کرایا کرو اگر چاہتے ہو کہ منازل منور ہوں تو دوسروں کو توجہ دیا کرو۔ ایک وقت آئے گا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جو حضرت نے کی ہے۔ یہ تاریخ کا حصہ بنے گی آپ کی تصانیف کو سمجھنا اہل علم کا کام ہے۔ اور وہ جانتے ہیں بظاہر اپنی ضخامت میں چھوٹے چھوٹے کتابچے بہت بڑے بڑے فضلا کے لئے معلومات کے مصادر ہیں دلائل کے مخزن ہیں اور یہ سب کچھ تاریخ کا ایک حصہ بنے گا اور تاریخ پوچھے گی اور لوگوں کو بتائے گی کہ اس عظیم انسان کے اٹھنے کے بعد وہ کیسے لوگ تھے جو اس سے واقف نہ رہے اور لوگ اس بات کو ترسا کریں گے

کہ کیا ہی خوش قسمت لوگ تھے جنہوں نے ایسی ہستی کی صحبت پائی۔ لوگ ہماری تمہاری قبروں کو تلاش کریں گے کہ وہ کہاں دفن ہیں کیا کوئی ذخیرہ معلومات انہوں نے کبھی چھوڑا ہے۔ تم لوگوں کو مایوس نہ کرو جو تمہارے بعد آکر تمہاری قبروں کو تلاش کریں گے، کیا کہیں گے وہ کہ اس شخص کی آنکھ بند ہونے پر انہوں نے کیا گل کھلائے کیا کام کیا انہوں نے کس حد تک اس مشن کو آگے بڑھایا۔

جہاں تک میری کمزور ذات کا تعلق ہے میں اس کام کے کرنے کا ایک چھوٹا سا پرزہ ہوں اور انشاء اللہ العزیز میں اسے کرتا رہوں گا کیونکہ میں زندہ ہی اسی کے لئے ہوں۔ اس کام کے کرنے کے لئے آپ کا امیر ہونا شرط نہیں ہے ایک عام آدمی کی حیثیت سے بھی کیا جا سکتا ہے اسی لئے میں پھر آپ سے درخواست کرتا ہوں اگر میرے امارت سے ہٹ جانے سے کچھ لوگ سنبھل سکتے ہیں تو آپ یہ کر گزریں بے شمار لوگ بے شمار افراد حضرت کے فیض یافتہ ہیں کسی کو آپ امیر بنا لیں میں آپ سب سے اُس کی اطاعت میں انشاء اللہ آگے رہوں گا۔

اگر میری ذات سے کسی کو کوئی دُکھ ہو تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں لیکن انشاء اللہ کام وہی کروں گا جو حضرت کے مشن کو آگے بڑھانے میں معاون ہو۔ اس بات پر حکومت ناراض ہو جائے، دوست بچھڑ جائیں خاندان ناراض ہو جائے مالی نقصان ہو یا ذہنی پریشانی یہ ساری چیزیں سوچ کر میں نے اس وادی میں قدم رکھا تھا۔ اور اللہ کی شان ہے ہم نے جو زندگی برباد کی جن بدمعاشوں سے سنگت ہو گئی اُن سے نبھانے سے نہیں رہے اہل اللہ کی دوستی کو کب چھوڑنا ہے ہم نے تو چوروں سے بھی نباہ کر کے دیکھا ایسے عظیم انسانوں کی دوستی ان کی خدمت پر سعادت اللہ دے اور پھر ہم ایسے بدنصیب ہیں کہ اُسے چھوڑ بیٹھیں گے۔ اب بھی اُسی دور کے لوگ آتے ہیں جن کی عمریں ابھی تک اُسی وادی میں گزر رہی ہیں۔ کسی دن لوگوں نے مجھے کہا تھا آپ انہیں یہاں کیوں بیٹھنے دیتے ہیں تو میں نے عرض کیا تھا جو لمحہ بھی یہاں بیٹھ کر گزارتے ہیں وہ برائی سے بچ جاتا ہے کیا کسی صحرا میں بھٹکتے ہوئے شخص کو اتنا بھی حق حاصل نہیں ہے کہ کہیں سایۂ دیوار دیکھ کر سستا لے۔ اس بات پر ضرور اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ تیرے پاس بیٹھ کر انہوں

نے فلاں بُرائی کی لیکن یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہے کہ جتنی دیر پاس بیٹھے رہے تو وہ بُرائی سے بچے رہے جب تک اُن سے نبھ رہی ہے تو ایسے مردِ کامل کو کہاں چھوڑ دیں۔

میں آپ حضرات سے یہی درخواست کروں گا کہ دوست مجھے یہ نہ کہیں کہ شیطان نے پریشان کر رکھا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ شیطان یہ کہے کہ ان لوگوں نے میرے لئے پریشانیاں پیدا کی ہیں۔ شیطان ایسا بد نصیب ہے کہ وہ صرف اُسے پریشان کر سکتا ہے جو اس کے ساتھ دوستی کرے کتب علیه انه من تولاه فهو يضله ایسا بدبخت ہے خدا فرماتا ہے میں نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے کہ جو اس کے ساتھ دوستی کرے یہ اُس کو نقصان پہنچا سکتا ہے جو اس کے ساتھ دشمنی کرے گا یہ اُس کا کچھ بگاڑ بھی نہیں سکتا۔ آپ نے اتنا بد نصیب کوئی نہیں دیکھا ہوگا کہ جو کسی دشمن کو رائی کے برابر نقصان نہ پہنچا سکے اور جب بھی نقصان پہنچائے تو ایسے شخص کو جو اس کے ساتھ دوستی کرے یہ شیطان اور صرف شیطان ہے تو پھر اُس سے پریشان اُسی شخص کو ہونا چاہیئے جو اس کے ساتھ دوستی کرے۔ اگر وہ نقصان پہنچاتا ہے تو دوسری طرف رب العالمین انعام بھی تو دیتا ہے۔ انسان کا مزاج ایسا ہے کہ شیطان کی طرف سے اُسے کوئی تھوڑی سی کوفت آئے اُسے تو وہ یاد رکھتا ہے جو رحمان کی طرف سے عطیات ملتے ہیں اُنہیں دیکھا۔ اگر یہ پریشانیاں پیدا کرتا ہے، نماز میں وسوسے ڈالتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان وسوسوں کو رد کر کے نماز پڑھنا جہاد کا ثواب ہے۔ یعنی دوسری طرف عنایات بھی کتنی ہیں تو آدمی کو اس طرف نگاہ کرنی چاہیئے۔

میری عرض کرنے کی غرض یہ تھی کہ حضرتؒ کے بال سیاہ تھے جب میں حضرت کے ساتھ منسلک ہوا۔ اور اب آپ کی بھویں تک سفید ہو چکی تھیں جب دنیا سے رخصت ہوئے دن ہو یا رات میں نے آپ کو تبلیغ سے اور ذکرِ الہٰی سے فارغ نہیں دیکھا۔ مشکلوں میں اکیلے۔ یہ آخر میں آکر تو جماعت بن گئی جب جماعت نہیں تھی تب بھی یہی حال تھا یہاں قرب وجوار کے بے شمار خطیبوں میں مسلح ہو کر باطل کے مقابلے میں حق بیان فرماتے تھے۔ آپ کے فیض کی دلیل ہی یہ ہے کہ آدمی اس کام میں لگا رہے۔ احقاقِ حق میں اپنے آپ کو مشغول رکھے۔ اور لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے اپنے آپ کو منوانا ضروری نہیں ہے

خدا کو لوگوں سے منوالو یہ بڑی بات ہے۔ اس دور کے لوگوں سے عظمت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو منوالو یہ بہت بڑی بات ہے۔ آپ اپنے آپ سے عہد کریں اپنی زندگی کو اس کام میں وقف کردیں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ دوسروں کی اصلاح کے درپے نہیں ہوں گے تو ممکن ہے آپ اپنی اصلاح تک بھی نہ پہنچ سکیں۔ اپنی اصلاح کا سبب بھی یہی ہے سنت اللہ یہی ہے کہ خلق خدا کی اصلاح کا بیڑہ اٹھاؤ

(خدا تمہاری اصلاح تو خود بخود فرما دے گا۔)

اور یاد رکھو یہ بہت بڑی امانت بہت بڑی دولت ہے، سنبھال کر آنے والی نسلوں تک پہنچاؤ دم واپسیں تک اس کی حفاظت کرو اسے محض رسمی رواجی اور ایک دنیاوی کھیل نہ سمجھا جائے۔ خدا نے اپنے اس برگزیدہ بندے سے کام لیا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے لٹائی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ کم قیمت ہے یہ جنس بہت گراں مایہ ہے اور میں نے عرض کیا ہے کہ تبع تابعین کے بعد خدا کے اس بندے نے اس دولت کو دونوں ہاتھوں سے لٹایا ہے جو ایک نگاہ بھی حضرتؒ کی کسی کو نصیب ہوئی ہے پھر زندگی بھر کوئی ایسا دوسرا نہیں ہے جو وہ نگاہ دے سکے اس کی حفاظت بہت زیادہ ضروری ہے۔

مراقبات کرائے جا سکتے ہیں توجہ دی جا سکتی ہے ذکر کرایا جا سکتا ہے مگر وہ گرمی وہ لذت وہ اہمیت وہ قیمت صحابہؓ نے ہر دل کو روشن کیا لیکن صحابہؓ صحابی نہیں بنا سکے، تابعین بنے ہیں اور جن خوش نصیبوں کو براہِ راست حضرت جی رح کی نگاہ نصیب ہوئی ہے خدا کے لئے اس کی حفاظت کرو یہ بہت قیمتی ہے میں بھی چاہوں تو میں وہ نگاہ نہیں دے سکتا جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تھی وہ انہیں کا حصہ تھا۔

اور یہ بھی یاد رکھو جب تک کوئی خود ضائع نہ کرے خدا اس دولت کو چھینتا بھی نہیں خدا نے تو لوگوں کو اپنی طرف بلانے کے لئے نبی مبعوث کئے اہل اللہ سے ذمہ لگایا

اور اپنے بندے مقرر کیئے کہ لوگوں کو میری بارگاہ میں لاؤ یہاں سے بھگانے کے لئے نہیں بھاگتا جو بھی ہے وہ اپنی بے نصیبی کے طفیل قصور انسان کی طرف سے ہوتا ہے - اس کی رحمت تو بہت وسیع ہے -

اور یاد رکھو میری نگاہ میں میری رائے میں حضرتؒ کا فیضان ہے ہی یہ کہ دردِ دل کے ساتھ احیائے سُنّت کا کام کیا جائے - کسی معاوضے کے تمنا کے بغیر کسی زبانی حمایت کے بغیر کسی کی مالی حمایت کی توقع کے بغیر جتنی توفیق اللہ نے دی ہے اور جہاں تک آواز پہنچ سکے وہاں تک آواز کو پہنچائے جہاں تک قدم جا سکیں وہاں تک قدموں کو پہنچائے اللہ کے لئے اللہ کے پیامبر کے لئے اللہ کے دین کے لئے اللہ کی یاد اور اللہ کے ذکر کے لئے تو یہ وراثت ہو گی شیخ المکرم رحمتہ اللہ علیہ کی - اور جس نے اس کو کھو دیا باقی ساری نعمتیں اس کے ساتھ خود بخود رخصت ہو جائیں گی - اور یہ محبت کے رشتے بڑے نازک ہوتے ہیں سے

رشتۂ اُلفت کو ظالم یوں نہ بے دردی سے توڑ
جُڑ تو پھر بھی جائے گا لیکن گرہ رہ جائے گی

یہ ٹوٹ تو ہلکی سی ٹھیس سے جاتے ہیں اور جُڑتے مشکل سے ہیں اور اگر جوڑا بھی جائے تو گرہ تو پڑ ہی جائے گی پھر وہ لطف وہ مزا پھر وہ بات نہیں رہتی اور یاد رکھو اپنا محاسبہ ہمیشہ خود کرتے رہو - اگر اللہ کے نزدیک آپ حق پر ہیں تو ساری دُنیا کے بُرا کہنے سے کچھ نہیں بگڑے گا - اور اگر معاملہ ربّ العالمین کے ساتھ درست نہ رہا تو ساری دنیا ولایت کی قائل ہو جائے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اس ذاتِ بے ہمتا کے ساتھ اس رابطے کو استوار رکھو جو حضرت شیخ المکرم رح کے طفیل نصیب ہوا ہے اسی میں حضرت کی رضامندی بھی ہے اور اسی کو حضرت رح کے فیضان کا نام بھی دیا جا سکتا ہے -

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں خادم ہوں اور جو بھی آئے گا انشاء اللہ میرے دروازے کو کھلا ہوا پائے گا - خواہ کوئی مجھے بھلا کہتا ہے یا بُرا وہ معاملہ میری ذات کا ہے اللہ کے دین کے لئے خدا کے ذکر کے لئے خواہ کوئی آ جائے وہ میرے دروازے کو بند

نہیں پائے گا - میں اس کے لئے راتوں کو جاگوں گا - اس کو بھی توجہ دوں گا اس کے ساتھ بھی اللہ اللہ کروں گا -

حضرت رح کی اس برسی کے موقع پر جس کسی نے اور جہاں کہیں مجھے بھلا اور بُرا کہا ہے خدا کے لئے میں سب کو معاف کرتا ہوں خدا سب کو معاف کرے مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں رسب کے لئے اللہ سے ہدایت کا طالب ہوں - خدا سب کو صحیح سمجھ دے اور سب دوستوں کی قوت کو حق کے اُجاگر کرنے پہ صرف فرمائے جو جو پودے حضرت رح نے لگائے ہیں اللہ اُن کی حفاظت فرمائے - انہیں نفس اور شیطان کی دستبُرد سے محفوظ رکھے خداوند عالم ہمارے دلوں کو روشن رکھے اور ہمیں حضرت رح کے کام کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اسی کے ساتھ آپ حضرات سے اجازت چاہوں گا رات بہت بیت چکی ہے - صبح انشاء اللہ بر وقت ذکر شروع ہو گا اور پھر نماز کے بعد دعا کر کے اجازت چاہیں گے اب دعا کریں اللہ کریم ہمارے آنے جانے مل بیٹھنے کو قبول فرمائیں - آمین -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل شانہ آپ سب احباب کے ذوق کو تازہ رکھے آپ کے دلوں کو زندہ رکھے حصولِ تصوّف کے لئے چند ابتدائی قواعد بہت ضروری ہیں بخاری شریف میں ایک واقعہ ملتا ہے -

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے اپنی عمر جور و جفا میں ضائع کر دی اور ننانوے آدمیوں کا قاتل تھا آخر اُس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ مجھے توبہ کرنا چاہیئے کسی عالم کی خدمت میں پہنچا تو وہ بات سن کر بہت خفا ہوئے فرمایا اللہ کی مخلوق کو غارت کر دیا تو نے اور اب توبہ تلاش کرتا پھر رہا ہے وہ شخص سخت مزاج تو تھا ہی اس نے انہیں بھی قتل کر دیا اور کہنے لگا - سو تو پورے ہو گئے لیکن وہ خلش جو دل میں پیدا ہو گئی تھی اُس کی چبھن نے اُسے بے قرار رکھا پھر کسی خدا کے بندے کے دروازے پہ پہنچا تو انہوں نے فرمایا اے شخص تیرے گناہ اللہ کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتے اُس کی رحمت تیرے گناہوں سے وسیع تر ہے - تو ضرور توبہ کر لیکن واپس اپنے گھر مت جانا - اور فلاں بستی میں چلا جا وہاں نیک لوگ بستے ہیں - یعنی گھر جانا منع نہیں تھا انہوں نے اُس ماحول سے اُسے روکا جس میں رہ کر وہ گناہ کی طرف مائل ہو جاتا تھا - اور نیک لوگوں کے

ساتھ رہتے کا ارشاد فرمایا کہ وہاں ماحول اور فضا نیکی کی طرف راغب کرے گی۔ وہ شخص تائب ہو کر وہاں چل نکلا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اثنائے راہ میں اُس کی عمر کا جام لبریز ہوگیا۔ دوزخ کے فرشتے روح قبض کرنے کے لئے آئے اور جنت کی طرف لے جانے والے اپنی تیاری کے ساتھ آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فرشتوں میں جھگڑا ہوگیا۔ دوزخ کے فرشتے کہتے تھے یہ تو ہمارا آدمی ہے اور جنت والے کہتے تھے یہ توبہ کر چکا تمہاری زد سے باہر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں کا جھگڑا بارگاہ الوہیت میں پیش ہوا یا اللہ اسے کون لے جائے۔

نیک لوگوں کی طرف صرف رُخ کر لینے کی سعادت یہ ہوتی ہے کہ اللہ نے حکم دیا زمین ناپ لو اگر تو یہ بدکاروں کے قریب ہے تو پھر اسے دوزخ والے لے جائیں اور اگر نیک لوگوں کی بستی کے قریب ہے تو پھر اسے جنت والے لے جائیں واقعتاً ابھی نیکوں کی طرف مسافت زیادہ تھی اور بدکاروں کی طرف کم تھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ نیکوں کی طرف سے سمٹ جا اور دوسری طرف سے وسیع ہو جا۔ کہ یہ چل تو اُن کی سمت رہا تھا اُس کی رحمت بے پایاں ہے وسیع تر ہے لیکن بنیادی قاعدہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو بُرے ماحول سے بچایا جائے ہم جب حضرت جی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ہاں لطائف کیا کرتے تھے تو آپ نے ہمیں حکم دے رکھا تھا کہ نماز باجماعت پڑھو لیکن سلام پھیرنے کے بعد نمازیوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔ دوسرے گوشے میں جا کر بقیہ نماز پوری کر لیا کرو اِن لوگوں کی نحوست قلوب کو متاثر کرتی ہے یہ طریقہ ہمارا نمازیوں کے ساتھ تھا۔

اور جس ماحول میں نمازیں پڑھی ہی نہ جاتی ہوں جس ماحول میں فحاشی ہو بدکلامی ہو۔ یہ بنیادی بات ہے کہ ضروریات زندگی سے مفر نہیں ہے چھوڑا نہیں جاسکتا۔ دنیا کا کام کیا جائے دنیاداروں سے میل ملاقات کی جائے لیکن حصولِ لذت کے لئے نہیں گپ لگانے کے لئے نہیں محض ضرورت کے لئے اور جس قدر دنیاداروں سے علیحدہ اور دین داروں کے ساتھ وقت نصیب ہو وہ غنیمت ہے اور حصول تصوف کی یہ بنیادی ضرورت ہے۔

دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ فرمایا ؎

دِل زِ پُر گفتن بمیرد در بدن — گرچہ گفتارش بود در عدن

زیادہ باتیں کرنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اس لئے حصول تصوف کے متمنی کو گپ لگانے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور کوئی محفل ایسی نہ ہو جس میں انسان بیٹھ کر اٹھ جائے اور اس پوری گفتگو میں اللہ یا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر نہ آئے۔

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ محفل ایسی ہوتی ہے کہ اس پہ لعنت اترتی ہے کہیں بھی کسی سے ملاقات ہو تو اسلام نے اسی دعا سے ملاقات کو شروع فرمایا اسلام علیکم کہ اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو تم پر کہ ابتدا بھی ایسے جملہ سے ہوا اور محفل برخاست ہو تو یہی جملہ کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہوا جائے اس کے باوجود بھی ضروری ہے انشاء اللہ ماشاء اللہ الحمد اللہ اس طرح کے الفاظ ضرور استعمال کیئے جائیں تاکہ محفل ذکر الٰہی سے خالی نہ رہے۔

معمولات کو پوری محنت اور پابندی سے کیا جائے میں نے جیسے رات کو عرض کیا تھا وہ جو کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ بات حضرت رح کی ذات کے ساتھ تھی اللہ کی کروڑوں کروڑوں رحمتیں ہوں آپ پر جو قوت جو برکت آپ کی نگاہ میں آپ کی مجلس میں آپ کے الفاظ میں تھی وہ دوسرے میں آ نہیں سکتی۔

اور یہ قاعدہ ہے کہ بعد کے آنے والوں میں وہ قوتیں نہیں ہو کرتیں اس لئے پہلے سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے وہ دروازہ بند نہیں ہوا وہ نعمتیں بند نہیں ہوئیں وہ انعامات بند نہیں ہوئے لیکن حصول پہلے سے زیادہ محنت ضرور ہے۔

یاد رکھیں ماحول کا اثر طبائع پہ پچاسی فیصد ہوتا ہے اور دس فیصد اثر خوراک کا ہوتا ہے اور غذا کا حلال کے علاوہ طیب ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے گھر میں بھی دینی معلومات کو عام کریں گھر والوں کو دین کے متعلق بتایا کریں مسائل کی چھوٹی چھوٹی کتابیں مثلاً وضو کے۔ نماز کے۔ پاکی اور پلیدی کے مسائل۔ یہ تمام اہل خانہ کو تلقین کیئے جائیں سنائے جائیں پانچ منٹ دس منٹ روزانہ کوشش کریں۔ گھر والوں کو اپنے ساتھ ذکر کرایا کریں ہر ساتھی کو اپنے اہل خانہ کو ذکر کرانے کی اجازت ہے حضرت رح جی کی طرف سے بھی اور ہمیشہ کے لئے ہے تاکہ گھر والے خود ذاکر ہوں وہ کھانا جو گھر میں پکتا ہے وہ طیب ہو باوضو پکایا جائے پاک ہو کر پکایا جائے پاکی اور پلیدی کا احساس غالب ہو۔

ایک شخص ایک درخت لگاتا ہے اسے روز کاٹتا رہے خراب کرتا رہے جانوروں سے حفاظت نہ کرے اور یہ امید بھی رکھے کہ یہ پھل لائے گا بلکہ اس کے بارآور ہونے تک اس کی حفاظت

از حد ضروری ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا انسان در ِم والپسین تک مکلف ہے۔ یہ دو باتیں انتہائی ضروری ہیں۔ کہ دنیا کا کام ضرور کیا جائے زندہ رہو دنیا میں اللہ کے حکم کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کما کر کھاؤ رزق کو اسی سے حاصل کرو جو ساری کائنات کا رزاق ہے اس کے لئے محنت کرو کام کاج کرو کاروبار کرو ضرور کرو لیکن غیر ضروری طور پر دنیا داروں کی محفل میں مت بیٹھو۔

ایسے لوگ جن کے بیٹھنے سے محفل متاثر ہوتی ہے ان کے لئے محفل سے نکلنا حرام ہے۔ اور ایسے لوگ جو کسی محفل میں جائیں اور خود متاثر ہوتے ہیں ان کے لئے اس محفل میں جانا حرام ہے۔ اصول یہ ہے کہ بعض لوگوں کی طبیعت یا مزاج یا منصب من جانب اللہ ان میں ایک قوت ہوتی ہے کہ جس محفل میں جائیں وہ محفل ان سے متاثر ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے خلوت جائز نہیں ہے۔ ان کے لئے فرض ہے کہ وہ محفل میں جائیں اور لوگوں کو تلقین کریں اور نیک باتیں بتائیں کچھ لوگ کمزور مزاج کے ہوتے ہیں وہ اس محفل کا اثر خود قبول کر لیتے ہیں ان کے لئے محفل میں جانا شرعاً حرام ہے۔ سو ہر ساتھی ضرورت کا کام کرے بلاضرورت گپ لگانے کے لئے بلاضرورت بات زبان پر لائے ہی نہیں

معمولات کا اہتمام کریں حلال رزق تلاش کرنا تو فرض ہے حلال کے ساتھ طیب کی شرط بھی قرآن کریم نے لگائی ہے۔ کہ حلال ہو پھر طیب بھی ہو پاک بھی ہو اس کے بنانے میں پکانے میں پاکیزگی کا خیال بھی رکھا جائے

اللہ کریم آپ کو توفیق ارزاں کرے جی لگا کر محنت کیا کریں۔

میں انشاء اللہ اسی ماہ کی ۱۳ تاریخ کو حرم پاک کی حاضری کے لئے جا رہا ہوں اور یہ بھی حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کے لئے ہے۔ کہ آپ نے سحری کے معمول میں اگلے روز جیسے حاضر ہوا تو حکم ہوا کہ جسمانی طور پر حاضر ہو جاؤ۔ خدا نے اسباب پیدا فرما دیئے ہیں انشاء اللہ اسی ۱۳ کو کچھ ساتھیوں کے ساتھ حاضری کے لئے روانہ ہو جاؤں گا اور میرا یہ جانا بھی آپ ہی کی کوئی امانت لانے کے لئے ہے بفضل اللہ جب بلایا گیا ہے تو کسی عطا کے لئے ہوگا۔ اور وہ سب آپ حضرات کی امانت ہے۔

مارچ کی یکم سے سات تک احباب کا تربیتی پروگرام دارالعرفان میں شروع ہوگا انشاءاللہ حافظ صاحب۔ اور کچھ احباب یکم کو پہنچ جائیں گے۔ ۷ مارچ کو دارالعرفان میں اجتماع ہوگا۔ جب انشاءاللہ ۷ تاریخ کو حرمین شریفین سے سیدھا دارالعرفان پہنچ جاؤں گا جن احباب کو بھی فرصت ملے وہ ضرور تشریف لائیں۔ حرمین کی واپسی کے بعد پہلا ذکر انشاءاللہ وہیں منعقد ہوگا۔ اور صبح پھر جمعہ کے بعد اور جنہیں جلدی ہوگی صبح پھر نماز کے بعد تشریف لے جا سکیں گے۔

اپریل کی پہلی جمعرات کو اسی طرح جس طرح آپ کل تشریف لائے تھے یہاں اجتماع حضرتؒ کے قدموں میں ہوگا یہ پروگرام ذہن نشین فرمالیں اور دعا کریں دعا کے بعد آپ سب کو اجازت ہے۔ اپنے اپنے سفر پر روانہ ہونے کی۔ خداوند عالم آپ کے آنے جانے مل بیٹھنے کو قبول فرمائے

(سفرِ حجاز مقدس کی تفصیلی رپورٹ اپریل ۸۵ء کے شمارہ میں ملاحظہ فرمادیں)

مضامین حضرات کی خدمت میں

کئی بار عرض کیا جا چکا ہے کہ المرشد میں چھپنے والے مضامین کی لکھائی اس قدر گنجان ہوتی ہے اور تسلسل نہ ہونے اور ایک ورق کے دونوں طرف لکھنے سے کاتب کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک طرف کا مضمون دوسری طرف آجاتا ہے لیکن صاحب مضمون اس طرف توجہ نہیں فرماتے ذرا احتیاط رکھئے گا شکریہ!

(ادارہ)

شیطان کے تعاقب میں

تحریر قادری

ایک دل افروز مضمون

دُنیا کی مادی اشیاء کو تو ہم حواس سے محسوس کر لیتے ہیں لیکن گناہ اور نیکی و بدی، برزخ و محشر، میزان و حساب اور جنت و دوزخ ان سب کا احساس دلانے والی قوت کا نام عقیدہ ہے۔ عقائد کی بنیاد وحی اللہ اور رسول پر اعتبار و اعتماد ہے۔ اور یہ یقین ایک قلبی کیفیت ہے جن قلوب میں یہ کیفیت جس قدر زیادہ ہو گی اتنا ہی عقیدہ پختہ ہوگا۔ اور انہیں اپنے مستقبل کی اتنی ہی فکر دامن گیر ہو گی۔ ناپ تول، لین دین حقوق و فرائض معاملات و اخلاق سبھی کچھ درست ہوتا چلا جائے گا۔

گویا شیطانی (مائنز فیلڈ) یعنی دنیا کے امتحانات اور اس کی دلربائیوں سے بخیر و خوبی کامیاب ہوتے چلے جاؤ گے۔ لیکن جن کے دلوں پر گناہوں کے جالے اور دنیا کی محبت کی دُھند جم جائیگی پھر اُن کی نظر اتنی ہی کمزور ہوتی ہے کہ صرف قریب یعنی حال ہی حال انہیں دکھائی دے گا مستقبل تک ان کی نگاہ پہنچ ہی نہیں سکے گی۔ شیطان نے انہیں طرح طرح کے سبز باغ دکھلائے گا، احکاماتِ الٰہی میں سستی اور کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ قلب کی اس بصیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت لاہوریؒ نے فرمایا۔ یہ ظاہری آنکھیں تو جانوروں کو بھی حاصل ہیں جن سے وہ اپنی ذاتی مفادات کا کام لیتے ہیں۔ مومن کے لئے تو نور بصیرت (قلب کی روشنی) ہے جس سے حلال و حرام اشیاء کا مُضر اور منفع اثرات اور دور رس نتائج

محسوس کئے جا سکتے ہیں میرے پاس آؤ میں وہ بصیرت اور اس کے اثرات دکھاؤں گا۔

گویا ظاہری آنکھ کی طرح دل بھی دیکھ سکتے ہیں کفار کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

"کہ یہ دل سے اندھے ہیں"

ایسے ہی کمزور نظر یا اندھوں کی انگلی پکڑے شیطان انہیں شرک و بدعات کے گڑھوں میں دھکیلتا رہتا ہے۔ دلوں کی ان بیماریوں کا علاج کرنے والے اور فریب شیطان سے آگاہ کرنے والے اللہ کے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے سینے برکات نبوی ﷺ سے معمور ہوتے ہیں انہیں کی نگاہیں زندگی کی کایا پلٹ دیتی ہیں ے

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

دار العرفان منارہ، قلوب کی بصیرت کا ایک بین الاقوامی ہسپتال امام الاولیاء حضرت مولانا اللہ یار خان نے قائم کیا جہاں لوگ اسی علاج کی خاطر دور و نزدیک سے آتے ہیں اور ان کی زندگیاں یوں بدلتی ہیں کہ ے

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

لوگ یہاں حاضر ہوتے یا پھر حضرت خود مختلف جگہوں پر تشریف لے جا کر قلوب کا علاج کرتے اب مولانا محمد اکرم صاحب نے اس فریضے کو سنبھالا ہے اُمت مرحومہ کے قلوب کا تعلق اللہ سے جوڑنا اور قلوب کو نور بصیرت سے منور کرنے کا کام مزید سُرعت رفتاری سے شروع کیا ہے اور اب اس سرعت و تندہی سے اس ڈیوٹی کو ادا کر رہے ہیں گویا شیطان کا بھی ناک میں دم کر دیا ہے ایک مرتبہ فرما رہے تھے "ایہہ بھی ہُن لمیاں کر کے نہ سُتا (شیطان بھی اب لمبی تان کر نہیں سو سکے گا)

مارچ میں حضرت کا صوبہ سرحد کا دورہ تھا والد صاحب کی علالت کے باعث اس سفر کو کچھ تاخیر سے شروع کیا جبکہ اس قافلہ کا ایک حصہ پروگرام کے مطابق نوشہرہ، مردان، گڑھی، کپورہ سے ہوتا ہُوا پشاور پہنچا۔ مارچ ۱۹ تاریخ والے دن کو راقم پنڈی گیا تو پتہ چلا کہ حضرت پشاور تشریف لے جا رہے ہیں اور تھوڑی دیر میں پنڈی پہنچ جائیں گے اس طرح شریک سفر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ½۱۰ بجے ہم پنڈی سے نکلے۔ حافظ غلام جیلانی صاحب اور ڈاکٹر رشید ایس پی صاحب پہلے سے ہی ساتھ آ رہے تھے۔ گاڑی حضرت خود چلا رہے تھے۔ گاڑی ایک بجے خیبر بازار پشاور

پہنچی وہاں باقی احباب سے ملاقات ہوئی دوپہر کا کھانا چھاؤنی میں تھا اور قیام یونیورسٹی ٹاؤن حاجی الطاف صاحب کے پاس، رات کو بیان اور محفل ذکر خیبر بازار کی مسجد میں ہوئی مسجد کا اوپر والا حصہ احباب سے بھرا ہوا تھا بیان بھی خوب تھا لیکن ذکر کی کیفیت تو عجیب تھی واپس پھر یونیورسٹی ٹاؤن قیام گاہ پر گئے یہاں احباب کا کافی ہجوم تھا۔

صبح ناشتہ کے بعد ہی جلد کوہاٹ کے لئے رختِ سفر باندھا کوئی پندرہ منٹ درے میں ٹھہرے سرور صاحب اور گلزار صاحب کوہاٹ میں منتظر تھے۔ گھنٹہ بھر ہی گزرا ہوگا کہ پھر کوچ کا حکم ملا کہ اگلی منزل کرک ہے الکتہ بہتر میل کا سفر اور سڑک خراب اور راستہ بھی پہاڑی لیکن گاڑیاں ہیں کہ ان کا جذبہ شاید سواروں سے بھی زیادہ تھا۔ کبھی سر چھت سے ٹکراتا اور کبھی سیٹ سے ۱½ بعد دوپہر کرک کالج میں پہنچے وہاں پروفیسر بخت جمال صاحب کے بخت جاگنے تھے کہ قیام ہی ان کے پاس ہوا، نماز ظہر، کھانا، مختصر سا آرام اور پھر عصر کی تیاری اور کالج کی مسجد میں پہنچے نماز کے بعد کالج والوں نے حضرت سے دینی پیاس بجھانے کو مختلف سوالات کئے جن کے جواب سے ذہنوں کی تشفی اور قلوب کی تسکین ہوئی مغرب کے بعد حضرت حافظ صاحب نے کالج والوں کی ہی زبان میں ذکر اللہ اور اس کی اہمیت و ضرورت پہ آدھ گھنٹہ بیان کیا احباب کی خاصی تعداد نے اس پُر انوار محفل سے اپنے دلوں کو گرمایا۔

نمازِ عشا کے لئے ہمیں کرک شہر کی جامع مسجد پہنچایا گیا وہاں نماز عشاء کے بعد حضرت کا بیان تھا جس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:۔

فرمایا دنیا میں آج ہر جگہ پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں خصوصاً مسلمان جہاں بھی ہیں دُکھی اور مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ تاریخ چونکہ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو ان پریشانیوں کا علاج اگر تاریخ سے ہی تلاش کیا جائے تو حضورؐ جب تشریف لائے تو اس سے بڑھ کر دُنیا میں زبوں حالی تھی لیکن رحمتہ العالمین کی تشریف آوری سے دنیا سے ظلم و تشدد امن و سکون سے بدل گیا آج دکھوں کی دوا بھی وہی ہے کہ حضورؐ کا دامن تھام لیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و برکات آج بھی موجود ہیں علماء سے علم اور صوفیاء سے یہ برکات حاصل کی جا سکتی ہیں تاریخ تصوف کے بارے میں مارٹن لنگز ایک

انگریز کی تحقیق کا تبلایا کہ اُس نے اہل اللہ کے حالات کی چھان پھٹک کی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو نورِ ایمان سے منور کر دیا اب اس کا نام سراج الدین ہے زندہ ہے اُس نے اس موضوع پر کافی کتابیں لکھی ہیں کسی بزرگ کا قول اس نے نقل کیا ہے کہ ابتدائی تین صدیوں میں تصوف تھا لیکن اس کا نام نہیں تھا اور اس کا نام تو ہے لیکن تصوف نہیں ملتا گویا پہلے حقیقت بغیر نام کے تھی اور اب نام بلا حقیقت موجود ہے۔ قرونِ ثلاثہ میں جن لوگوں نے فیوضاتِ صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا انہی کو صوفی کہتے ہیں بعض نے ان فیوضات کی خاطر بڑی قربانیاں دیں۔ ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے صرف زبانی کلمہ کہنے سے بندہ مسلمانوں کی گنتی میں تو آسکتا ہے لیکن وہ برکات حاصل نہیں کر سکتا ایک دفعہ بھی اگر دل اللہ کے نام پر دھڑکے تو رحمتِ باری کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر برکاتِ رسول دل مسلسل ہی اللہ کی یاد میں دھڑکنا شروع کر دے تو کیا ساری قوم کی قسمت ہی نہ بدل جائے مسجد کے خطیب صاحب کالج کے ریٹائرڈ پرنسپل ہیں حضرت کے بیان سے عوام تو متاثر ہوتے ہی کیونکہ بعد میں اس تقریر کی کیسٹ کی مانگ کافی تھی لیکن خصوصی طور پر امام صاحب نے وہیں محفلِ ذکر کی خواہش کا اظہار کیا۔ واپسی پہ کرنل صاحب نے صبح کے لئے تیاری کر لینے کا حکم دے دیا کہ فالتو سامان ایمن سے گاڑیوں میں رکھ دیا سدیزے کالج کی مسجد میں مختصر سا بیان ہوا۔

قرآن کریم اللہ جل شانہٗ کا ایسا احسان ہے عالمِ انسانیت پر اور اس کا اعجاز یہ ہے کہ کوئی سی آیت کریمہ لے لیں یوں نظر آتا ہے کہ گویا اگر صرف یہی آیت نازل ہو جاتی تو انسانوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی یہ تو اس کا احسانِ عظیم ہے کہ کسی نے کہا تھا نا ؂

بیک نقطے تمام گفتن تمامے جہاں را
من از بہرے حضوری تو دادل داستاں را

یہ تو اس کا احسان ہے کہ اس نے انسانوں کو اپنی بارگاہِ قدس میں شرف ہم کلامی سے نوازا اور فرمایا کہ سیر ہو کر اللہ جل شانہٗ کے کلام کو اپنے سینوں میں اپنی زبانوں پہ جاری رکھیں ورنہ تو ہر ایک آیت کفایت کرتی ہے۔ اسی سورۃ کو لیجئے اس میں پوری انسانی زندگی مالہ وما علیکم کو اپنے اندر سمو لیا ہے ارشاد

ارشاد ہوتا ہے والعصر۔ قسم جو ہوتی ہے اس سے مقصود ایک طرح کی شہادت ہوتی ہے قسم کھانے والا کوئی بھی ہو وہ جس کی بھی قسم کھاتا ہے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ بھی اس بات پہ گواہ ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بجز ذات باری انسان کسی کی قسم نہ کھایا کرے اللہ کریم فرماتے ہیں زمانہ شاہد ہے گردشِ ایام گواہ ہے تاریخ گواہ ہے یہ زمین یہ آسمان یہ سورج یہ چاند ستارے اس بات کے گواہ ہیں۔ ان الانسان لفی خسر، یہ بڑی پکی بات ہے۔ اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ ایک ایک لمحہ گواہ ہے کہ انسان ہمیشہ نقصان کی طرف جارہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں بچہ پیدا ہوا ہم خوش ہوتے ہیں یہ جوان ہوگا لیکن حقیقتاً وہ اپنی قوت سے قریب جارہا ہے ہے۔ ہم خوش ہوتے ہیں کہ ہم امیر ہو گئے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ اچانک بلاوا آجاتا ہے اور ساری دولت دوسروں کے لئے دھری رہ جاتی ہے اور انسان سمجھتا ہے میں نے حکومت حاصل کر لی ہے لیکن موت اس کے تعاقب میں ہوتی ہے اور وہ بالکل ساری ہر شے چھوڑ چھاڑ کر چلا جاتا ہے

اب آپ اس طرح دیکھیں اقوامِ عالم کو دیکھیں کس طرح مٹ گئیں حکومتوں کے ادوار کو دیکھیں کس طرح بے نشان ہو گئیں دولت مندوں اور امیروں کو دیکھیں انہیں مٹی نے نگل لیا زمین کے کیڑے کھا گئے کوئی پرسان حال نہیں تو فرمایا کسی طرف سے بھی دیکھ لو انسان اپنی قوتیں ضائع کر رہا ہے اپنی استعداد ضائع کر رہا ہے اپنی عمر ضائع کر رہا ہے اپنے وہ تمام عوامل جو وہ بروئے کار لا سکتا تھا انہیں ضائع کر رہا ہے۔ کیا سارے ہی انسان فرمایا نہیں یہاں الا نے استثناء پیدا کر دیا کچھ ایسے بھی ہیں جو خسارے میں نہیں ہیں جن کا دنیا میں ہونا جن کا زندہ رہنا جن کا دنیا سے چلنا جن کی موت بھی خسران کا سبب نہیں ہے وہ لوگ ہیں جنہیں نورِ ایمان نصیب ہوا الا الذین امنوا پوری انسانیت میں صرف وہ نفوس جنہیں دولت ایمان نصیب ہوئی وہ کسی طرح خسارے میں نہیں ہیں ایمان کیا ہے آمنوا وعملو الصالحٰت وتواصو بالصبر۔ یہ چاروں شعبے ایمان کے ہیں ان چاروں چیزوں سے مل کر مکمل ہوتا ہے ایمان کیا ہے اقرار زبان سے اور اس کی تصدیق دل سے۔

اقرار" بالسان وتصدیق ـــ دوسرا حصہ" ہے اس کا عملوا الصالحٰت اقرار بھی کیا تصدیق بھی کی خلوص قلب سے کی تو ایک حصہ حاصل ہؤا عمل صالح اختیار کیا تو آدھا ایمان مکمل ہو گیا۔

عمل صالح کی سادہ سی تعریف ہے کہ صالح عمل کونسا ہے یاد رکھیں دنیا میں مثالی انسان صرف ایک ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں آپ مثالی انسان کہہ سکتے ہیں ہر وہ کام جسے حضور نے کیا یا کرنے کا حکم دیا یا جسے آپ نے پسند فرمایا وہ کام عمل صالح ہے اور جس بات پر جس کام پر آپ کی پسند کی مُہر نہیں ہے وہ غیر صالح ہے۔

عمل صالح کی ہر بات ہر وہ کام ہر وہ شے جسے حضور اکرمؐ نے پسند کیا جس کے کرنے کا حکم دیا جس کا کرنا آپ سے ثابت ہو گیا وہ سارا صالح ہو گیا ہر وہ بات ہر وہ کام جو حضورؐ کو پسند نہیں وہ غیر صالح ہے۔خواہ ہم اسے کتنا ہی اچھا ثابت کریں اس کے بہترین نام رکھ لیں اس پر ہزاروں دلائل جمع کر لیں لیکن وہ صالح نہیں ہو سکتا۔رب تعالےٰ فرماتے ہیں دوسرا حصّہ ہے عملو الصالحٰت

انہوں نے اپنے اعمال کو حضور اکرمؐ کے تابع کر دیا۔تیسرا حصہ ہے یہ ایمان کا وتواصو بالصبو کہ وہ اس بات پر بے فکر نہیں ہو گئے کہ میں نے ایمان قبول کر لیا میرے اعمال درست ہو گئے ...

نہیں اُن پر لازم ہو گا کہ حضورؐ کے پیغام کو دوسرے انسانیت تک پہنچائیں گویا دین کا پیغام حق کا بیان کرنا اور احقاق حق تیسرا حصّہ ایمان ہو گیا اگر کوئی چھوڑ کر بیٹھ جائے تو ایک حصّہ ایمان کا نامکمل ہو گیا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر شخص کی آواز پوری دنیا تک پہنچے لیکن جہاں تک اس کی آواز پہنچے وہاں تک اس کی آواز میں دین بھی شامل ہونا چاہیئے۔

مثلاً ہم کاروبار کرتے ہیں کاروباری سلسلے میں پورے ملک میں پھر لیتے ہیں تو جہاں تک جاتے ہیں اپنے کام کے لئے وہاں وہاں تک دین کی بات بھی کریں جس کے پاس چند منٹ بیٹھیں اس تک دین کی بات بھی پہنچائیں وتواصو بالحق احقاق حق بھی ہو اس میں اللہ کا اللہ کے حبیب کا ذکر ہو اللہ کے ارشادات پہنچائیں اور پھر فرمایا جب آدمی خود بھی دین کو

اختیار کرے عملی زندگی اور دوسروں کو بھی دعوت دے۔ کروڑ طرح کے مصائب آجاتے ہیں اپنا وقت صرف ہوگا اپنی قوت صرف ہوگی بعض لوگ ناراض ہوں گے باطل جو ہے وہ اس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے گا بے شمار پریشانیوں کو اپنے سامنے پانے کی توقع رکھ سکتا ہے۔

انسان لیکن پھر اس حالت میں پھر کیا کرے گا۔ وتواصو بالصبر اس حالت میں صبر، صبر کہتے ہیں روک لینے کو جس طرح سوار ایک دم گھوڑے کی باگ کھینچ کر لیے اپنے قدموں پہ کھڑا کر دے فرمایا وہ بھی جم جاتے ہیں۔ پھر مصائب کی پروا ہ نہیں کرتے بلکہ ان کی نگاہ اس دروازے کی طرف ہوتی ہے جس کے لئے وہ کام کرتے ہیں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ دین یہ نہیں ہے کہ کوئی دنیاوی منافع حاصل کرے اگر دنیاوی فوائد پہ کہیں زد پڑتی ہو تو آدمی پہلو بچائے فرمایا یہ چار شعبے ایسے ہیں جن سے تکمیل ایمان ہوتی ہے۔ اور جس نے تکمیل ایمان کو پا لیا اللہ فرماتے ہیں وہ خسارے سے بچ گیا ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ زندہ رہیں فائدے میں ہیں صحت مند ہوں فائدے میں ہیں بیمار پڑ جائیں تو بھی فائدے میں ہیں امیر ہوں تو فائدے میں ہیں غریب ہو جائیں تو فائدے میں ہیں۔ زندہ رہیں تو فائدے میں ہیں دنیا سے گزر جائیں۔ مر جائیں تو بھی فائدے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ چار باتیں وہ حاصل کر لیں ایمان جس کا نام ہے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق عمل صالح جو اتباع سُنت کا نام ہے احقاق حق خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی بات کو دنیا تک پہنچانے کی جتنی اس کی ہمت ہے اتنی کوشش کرے محلے میں کوئی نہیں سنتا بیوی بچہ تو سنتا ہے انہی تک پہنچائے محلہ میں کوئی بات سُنتا ہے اس تک پہنچائے کوئی دوست ہے ساتھی ہے اس تک پہنچائے کہیں سفر پہ جاتا ہے لوگوں سے ملتا ہے جہاں تک اس کی استعداد ہے وہاں تک احقاق حق کرے اور اُس کے مقابلے میں اگر دنیاوی نقصانات اُٹھانے پڑ جائیں تو اللہ تعالےٰ پہ اعتماد کرتے ہوئے صبر کو اختیار کرے اللہ کریم اس بات کو سمجھنے کی اور اس پہ عمل کرنے کی توفیق ارزانی قبول فرمائے۔

تو پھر انسان کسی بھی کروٹ میں بھی خسارے

ہیں نہیں اور اگر خدانخواستہ اس چیز کو چھوڑ بیٹھا تو پھر دوسرا کوئی ذریعہ منافع کمانے کا نہیں ساری کی ساری انسانیت نقصانات میں ہیں اور اس بات پہ اللہ فرماتے ہیں زمانہ گواہ ہے اور زمانہ کو تاریخ کو دیکھو اقوام عالم کو پڑھو تو تمہیں سمجھ آ جائے گی مٹے ناموں کے نشانات کیسے کیسے خداوند کریم ہدایت نصیب فرمانے کی توفیق دے۔

مسجد سے لوٹے، اور جاتے ہی مشکل پی کرگاڑیوں میں سواری کا حکم ہوا اب جبکہ کوہاٹ منزل تھی پھر وہی راستے وہی ہم سفر اس قافلے کی اکثریت سفید ریش بزرگوں پر مشتمل تھی ان میں سے کئی ایک عمر کے اس حصے میں تھے جہاں لوگ عصا کو زندگی کا ساتھی بنا لیتے ہیں لیکن یہاں ان کی عمریں ہیں تو ضعیف مگر خدمتِ دین کا جذبہ جوان تھا اسی شوق نے بڑھاپے کو بھی شکست دے رکھی ہے یقیناً باقی قوتوں کی طرح ان جذبات میں بھی بڑی زبردست قوت ہے جبھی تو گلگت سے ایبٹ آباد تک روڈ کے ذریعے ایک ہی جست میں سفر کر لینے کی ہمت رکھتے ہیں۔ ان کی اس دینی کوشش کے جذبے سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کا واقعہ یاد آجاتا ہے۔ جنگِ قادسیہ میں شامل ہیں فرماتے ہیں جھنڈا میرے ہاتھ میں تھا دو۔ میں اسلامی سپاہ کے اس جھنڈے کو سینے سے لگا کے اپنی جگہ جم کر کھڑا رہوں گا کسی نے استفسار کیا حضرت آپ آنکھوں سے محروم ہیں آپ تو جہاد سے مستثنیٰ ہیں آپ کیا کریں گے فرمایا دشمن کی نظر میں مسلمان سپاہ کے ایک فرد کی قوت کے اضافہ کا سبب تو بن سکتا ہوں نا۔ تو اتنا ہی کافی ہے جو میرے بس میں ہے۔

کوئی پونے دو گھنٹے میں بڑی مشکل سے یہ سفر طے ہوا سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرے اور پھر دو گھنٹے کے بعد پھر حکم ملا کہ اب دوپہر کا کھانا اور ظہر کا پروگرام پارہ چنار روڈ پہ ہنگو سے آگے زرگری میں ہوگا۔ بیالیس میل کا سفر پھر جامعہ اسلامیہ زرگری کے مہتمم و بانی سید جلال الدین صاحب نے استقبال کا خاصا بندوبست کر رکھا تھا قبائلی روایات کے مطابق دنبے کے گوشت سے مہمان نوازی کی سید صاحب کا مختصر سا تعارف آپ اپریل کے المرشد

میں پڑھ چکے ہیں۔

حضرت کا بیان سنکر متاثر ہوئے اور استفسار کیا کہ آپ نے تحصیل علم کہاں سے کیا۔ جواباً فرمایا حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب رحمہم اللہ تعالےٰ عنہ، سے تو کہنے لگے پیدائش سے لے کر اب تک دین سے میرا بھی واسطہ رہا ہے تفاسیر پڑھی اور پڑھائی بھی ہیں لیکن جو مطالب آپ بیان کرتے ہیں کسی تفسیر میں نہیں دیکھے۔ لعد کو جب باطنی کیفیات کی سمجھ آئی تو فرمایا بات علم کی نہیں بلکہ ان کیفیات کی ہے۔

موصوف کے مدرسے میں کوئی پانچسو طلبا زیر تعلیم ہیں تفسیر فقہ، حدیث کے علاوہ دار الافتاء اور لائبریری کا حضرت کو معائنہ کروایا۔ نماز ظہر کے بعد حضرت کا بیان ہوا جس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔

بیان ذرگری

ھُوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الخ۔ انسانوں کے خدا تک پہنچنے اور معرفت باری حاصل کرنے کا طریقہ خدائے کریم نے تبلایا ہے کہ صرف اور صرف ایک ہی دروازہ ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ۔ ھُدیٰ کسی بھی کام کے کرنے کے صحیح طریقے کو کہتے ہیں اللہ کریم نے حضورؐ کے طفیل انسانوں کو اللہ کی کائنات میں رہنے لسنے کا صحیح طریقہ سکھایا اور پھر کمال شفقت سے اسی طریقے کو دین قرار دیدیا یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے انسانی زندگی سے ہٹ کر انسانی مزاج کے خلاف یا کوئی اور ایسا کام جو انسان کے بس میں نہ ہو اُسے دین نہیں بنایا بلکہ وہی طرز حیات جو ہمارے لئے ضروری تھا کہ ہم دنیا میں آرام، آبرو، عزت اور سکون سے زندگی لبسر کرسکیں اُسی ڈھنگ سے جینے کو ہمارا دین قرار دیدیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد آدم کو ایسی جامع تعلیمات عطا فرمائیں جن کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ انسانی زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا مسئلہ کوئی ایسا نہیں جس کے لئے ہدایات بیان نہ کردی گئی ہوں۔

حضورؐ سے جو تعلیمات ہمیں ملی ہیں وہ صرف الفاظ ہی پر مشتمل ہیں بلکہ اُن کے ساتھ کچھ کیفیات و برکات بھی ہیں، برکات نبوئی کو سمجھنے کے لئے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ جب حضورؐ تشریف لائے تو دنیا والوں کی حالت کیا تھی؟ پھر جن لوگوں کو ایمان اور صحبت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی خواہ ایک لمحے کے لئے ہی! وہ صحابی کہلائے، صحابی کی عظمت کو ہم کسی پیمانے سے تو نہیں ناپ سکتے لیکن اگر کسی مثال سے سمجھنا چاہیں تو ایسے سمجھیں! اہل اللہ میں سے ایک ایک ہستی نے تاریخ کا رُخ بدل دیا انسان کی سوچ اس کی خواہشات اور تمنائیں بدل دیں، خدا ناآشنا لوگوں کو خداشناس بنا دیا! اگر ساری زمین پر بسنے والے انسان اعلیٰ درجے کے ولی بن جائیں اور ان سب کی ولایت کو جمع کیا جائے تو بھی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی عظمت اُس سے کروڑوں گنا زیادہ ہے، صحابی عبادت تلاوت، سلوک اور نہ ہی کثرتِ جہاد سے بنا ہے کسی شخص نے بعد میں یہ محنتیں زیادہ کی ہوں صحابی کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی خواہ ایک ہی نگاہ، ان لوگوں کی عظمتوں کے بھلا کیا درجے ہوں گے جن کی زندگیاں ہی صحبت رسول میں بسر ہوئیں اور بعد از مرگ بھی صحبت پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں ان کے مرتبے و منازل کو کوئی کیسے جان سکے۔

کامل دین تبھی ہوگا جب کہ تعلیمات کے ساتھ ساتھ برکات رسول بھی ہوں۔ برکاتِ پیمبر کی دلیل یہ ہے کہ ان سے انسانوں کے دل بدل جاتے ہیں اور تاریخ عالم شاہد ہے کہ جن لوگوں کا پیشہ لوٹ مار، ڈاکہ زنی، قتل و غارت، قمار بازی اور شراب نوشی تھا وہ جب شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئے تو پوری دُنیا کو عدل و انصاف مہیا کرنے والے بن گئے صحابہ کے پاس نبوت کے ظاہری اور باطنی دونوں حصے تھے صحابی کی صحبت نے تابعی اور تابعین کی صحبت عالی تک پہنچنے والا شخص تبع تابعی قرار پایا۔ ان تینوں زمانوں میں برکات کے حاصل کرنے والا ہر شخص دینِ حق میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ تفسیر، حدیث یا فقہ موجب کسی صحابی کا قول آجائے تو سبکی گردنیں خم ہو جاتی ہیں گویا تسلیم کرتے ہیں کہ صحابی ہم سے زیادہ جاننے والا ہوتا ہے۔ اسی طرح تابعی کے قول پر علماء خاموش ہو جاتے ہیں۔ تبع تابعین کی بات آجائے تو کوئی بولنے کی جرأت نہیں کرتا۔ ان تین زمانوں کے بعد پھر ہیں تفسیر میں گنے چنے لوگ ملتے ہیں فنِ حدیث میں سارے محدث بھی نہیں

اور اسی طرح برکات نبوت کے امین بھی پھر سب نہیں کسی کو کسی فن میں کمال حاصل ہے اور کسی کو کسی میں۔

اہل اللہ نے بڑے کٹھن سفر کئے عمر بھر کہاں کہاں پھرے، کتنی کتنی عمریں مشائخ عظام کی صحبتوں میں رہ کر برکات نبوت حاصل کیں یہ بڑے ہی اہل ہمت لوگ ہوتے ہیں۔ علم حاصل کرنے کے لئے اگر آپ کسی عالم تک نہ بھی پہنچ سکیں بلکہ اس کی تصنیفات پڑھ لیں تو بھی علم منتقل ہو گیا لیکن برکات وکیفیات کے حصول کے لئے صحبت شرط ہے یہ انعکاسی عمل ہے جو سینے سے سینے دل سے دل اور باطن سے باطن کو منتقل ہوتا ہے متقدمین کے حالات میں موجود ہے کہ تکمیل علم فلاں عالم سے کیا اور پھر اخذ فیض کے لئے فلاں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کیفیات و برکات کا حاصل کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ علم ظاہری کیونکہ اس کے بغیر تکمیل ایمان نہیں ہوتی۔ چنانچہ حصول کمالات وفضائل کے لئے ایسے مشائخ عظام کو تلاش کرنا ضروری ہے جن کے سینوں سے آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکات منعکس ہو کر پہنچتی ہیں۔ اللہ کے یہ بندے اپنا دل بارگاہ اقدس میں رکھ کر ان کی تعلیمات کو منتقل کرتے ہیں۔ پیری مریدی کا یہ سلسلہ تو اصل میں اسی وجہ سے تھا۔ لیکن اب ہماری ناواقفیت اور کم ہمتی ہے کہ صرف بیعت پہ اکتفا کر لیا حق تو یہ ہے کہ جس اللہ والے سے آپ منسلک ہیں اس کے پاس جا کر مجاہدہ کریں توجہ لیں، ذکر اذکار کریں اس کی توجہ کی برکت سے اگر ایک شمع بھی برکات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہو جائے تو یہی وہ مطلوبہ کیفیت ہے ۔

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ کرے ہمارے مدارس تعلیمات رسول کے ساتھ ساتھ برکات صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل کرنے کا بھی ذریعہ بن جائیں تاکہ یہاں سے نکلنے والے لوگ نہ صرف عالم بلکہ ولی اللہ ہوں۔

عصر کے بعد کوہاٹ میں پھر پروگرام تھا لہذا تیزی سے سفر کرتے واپس کوہاٹ پہنچے ۔ زرگری والوں کا خلوص قابل ستائش تھا۔ نماز مغرب سے قبل کچھ پڑھے لکھے لوگوں نے قبلہ حافظ صاحب سے

کافی کچھ پوچھ ڈالا۔
نماز مغرب پیپی ویلی کی مسجد میں ادا کی۔ احباب کی کثیر تعداد اپنے قلوب کو نورِ نبوتؐ سے منور کرنے کے لئے جمع تھی پہلے بیان پھر ذکر ہوا۔ صبح کے لئے روانگی کا حکم ناظم اعلیٰ نے دیا کہ کوہاٹ سے پشاور وہاں سے ایک گروپ چکدرہ سے ہوتا ہوا نماز جمعہ مردان میں ادا کرے گا اور دوسری پارٹی سیدھی مردان اجتماعی ذکر میں شرکت کے بعد نماز جمعہ نوشہرہ جاکر ادا کرے۔ پہلا گروپ چکدرہ سے ہوتا ہوا نماز جمعہ مردان پڑھ کر وہ بھی نوشہرہ دوسرے حصے سے جا ملے۔ وہاں ذکر کی محفل کے بعد واپس لیکن صبح کسی تاخیر کے سبب پشاور سے سے ہی نوشہرہ۔ وہاں سے پنڈی کوچ کیا۔ بہتر گھنٹوں کی رفاقت میں کوئی

ساڑھے پانچسو میل شیطان کے تعاقب میں سفر کرکے میں تو واہ کینٹ نماز جمعہ کے بعد ذکر کرکے ایک پروگرام کی خاطر رُک گیا جبکہ اسی قافلے کے باقی احباب کو چکوال۔ دارالعرفان اور لاہور پہنچنا تھا۔
کچھ احباب کو پھر بھی ہم سے شکوہ ہے کہ ہم باقاعدہ گشت کر رہے ہیں نہ ہی چلّہ لگا رہے ہیں تیز سنتا ہے اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے قدموں تلے فرشتے پَر بچھاتے ہیں اس سفر میں اس کا یقین اور بھی ہوا کہ جب تک دین کے راستے میں سفر جاری رہا۔ ان خستہ حال سڑکوں پر اس برق رفتاری سے چلنے کے باوجود کسی گاڑی کے پاؤں میں پتھر چبھا نہ ہی کہیں کسی نے درد وغیرہ کی شکایت کی۔

بدلِ اشتراک

سالانہ چندہ ۴۵/۰ ششماہی ۲۴/۰ روپے فی پرچہ ۴/ روپے
المرشد کے پرانے شمارے
مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور سے دستیاب ہوسکتے ہیں

یہ تیرے پُراسرار بندے

تحریر
قادری

ایک غزوہ سے واپس مدینہ پہنچنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا "ہم جہاد اصغر سے واپس جہاد اکبر کی طرف آگئے ہیں"۔ اس ارشاد گرامی کی تفصیل یہ ہوئی کہ میدان جنگ میں کفار و مشرکین سے قتال و مقاتلہ جہاد اصغر ہے لیکن نفس و شیطان سے ہر گھڑی مقابلہ کرنا اور ان نفسانی اور شیطانی قوتوں کو مغلوب کرنا جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ دشمنان دین سے میدان جنگ میں معرکہ تو کبھی کبھار پیش آتا ہے۔ لیکن نفس و شیطان کے خلاف "ایک جنگ" ہر لمحہ ہر حال اور ہر جگہ جاری رہتی ہے۔ اس طرح ایک مومن زندگی بھر جہاد میں مصروف رہتا ہے۔ کلمہ اس مجاہد کی "قسم پریڈ" ہے اسلامی عقائد و نظریات اور اعمال صالحہ زندگی کے میدان میں اس کے ہتھیار ہیں۔ اس معرکہ کارزار میں ایک فریق "حزب اللہ" اور دوسرا فریق حزب الشیطان ہوتا ہے۔ سپاہ حزب اللہ کی تنظیم کے سپریم کمانڈر خود امام الانبیاء صلعم ہیں۔ اور پھر اولیائے امت جنگی درجہ بندی تصرف کے سلسلہ نقشبندیہ اولیہ کے لٹریچر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جو بیان زیر بحث ہیں۔

نبوت کے دو پہلو ظاہری اور باطنی ہیں۔ ظاہری پہلو علمائے حق نے سنبھال لیا اور باطنی پہلو پر اولیائے کرام نے کام کیا۔ علماء نے اگر امت کو اسلحے سپلائی کئے تو اولیائے عظام نے ان اسلحوں کے لئے بارود اور ایمونیشن فراہم کیا۔ کلمہ طیبہ اور اسلامی عقائد کے الفاظ اور عبادات پڑھ لینا اور پھر پڑھ کر سمجھ لینا ایک

چیز ہے لیکن اس کلمے کا دل کی گہرائیوں میں اتر جانا دوسری بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اطہر ان تمام کیفیات کا امین تھا۔ بحالت ایمان جس نے بھی آپ کا دیدار کر لیا وہ صحابی کہلایا۔ صحابیت اسی کو نصیب ہوئی جس کا دل اس ڈائریکٹ انڈکشن کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ مقناطیس کے

ساتھ انسولیٹر "INSULATOR" عمر بھر رہ کر بھی ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے۔ جو دل کنڈکٹر "CANDUCTOR" کی خصوصیات رکھتا ہو وہی اثر قبول کریگا۔ وہی "قلب سلیم" ہے جو صحابہ کرام کو نصیب ہوا تھا۔ اسی بنا پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے صحابہ کو گالی مت دو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر احد پہاڑ کے برابر بھی تم میں سے کوئی سونا خرچ کر دے تو ان کے ایک یا نصف مشت کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ گویا ثواب جو آخرت کی "کرنسی" ہے اس کی قیمت کا مدار ان ہی کیفیات پر ہے۔ جو امت میں سینہ بسینہ منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں۔ اور یہی اسلام کی اور ایمان کی اصل روح ہیں۔ اور آج مفقود ہوتی چلی جارہی ہیں۔ ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

مزید افسوس یہ ہے کہ آج احساس زیاں بھی جاتا رہا۔ جو لوگ دین کی خدمت پر مامور ہیں ان کو بھی اس کی اہمیت کا احساس نہیں۔ علمائے کرام ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد ان کیفیات کے حصول کے لئے کسی نے کسی ایسی ہستی کی تلاش کرتے اور پھر اس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اس طرح مسلح ہو کر دعوت حق کے میدان میں دین کے سپاہی بن کر نکلا کرتے تھے۔ لیکن آج یہ لوگ بغیر گولہ بارود کے توپیں اور بندوقیں سنبھالے ہوئے ہیں اور مطمئن بیٹھے ہیں۔ خصوصاً وہ خوش بخت جنھوں نے تبلیغ دین ہی کو زندگی کا مشن بنا رکھا ہے وہ بھی گویا خالی "ڈنڈے" سنبھالے اس دور پرفتن میں شیطنت کو زیر کرنے نکل پڑے ہیں۔ حالانکہ اس جماعت کی ابتدا ظاہر و باطن دونوں پر مشتمل تھی۔ چلے کا کچھ حصہ کسی اللہ والے کی خدمت میں گزرتا اور پھر کچھ تبلیغ میں وقت صرف کیا جاتا تھا۔ خود شیخ الحدیث نے تنبیہہ فرمائی تھی کہ "بغیر ذکر کے تبلیغ محض جلت پھرت رہ جائے گی" حضرت مولانا الیاس رحؒ مبلغین کو تاکید فرمایا کرتے کہ "ذکر ہمارے کام کے لئے روح ہے۔ اختلاط عوام کی وجہ سے قلب پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ میں اس کو دھونے کے لئے سہارن پور یا رائے پور جاتا ہوں"۔

دل اگر ان کیفیات و انوارات سے خالی ہو تو زبان سے نکلنے والے الفاظ کی رسائی کی حد کانوں کے راستے ذہن تک ہے لیکن اگر مبشر کا دل انوار و تجلیات باری کا امین ہو تو پھر دل سے نکلنے والی بات ضرور دلوں کو

ہی متاثر کرتی ہے۔ علمائے کرام اور اولیائے عظام کی تبلیغ میں یہی ایک واضح فرق ہے۔ ایک ایک اللہ والے نے لاکھوں دلوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

قلب چونکہ جسم انسانی میں دارالحکومت کی حیثیت رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان کی سب سے بڑی کوشش اسی 'Capital'، (دارالخلافہ) پر قبضہ کرنے کی ہوتی ہے۔ وہاں ہی وہ ایسے وسوسوں کے جاسوس بھیجتا ہے اور وہاں ہی قبضہ کر لینے کے بعد سارے تن بدن پر حکومت کرتا ہے۔ اسی واسطے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس خطرے سے آگاہ فرما دیا تھا کہ "اذا فسدت فسد الجسد کلہ" یعنی اگر یہاں دشمن غالب آگیا تو پھر انسانی قول و فعل کا سارا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ صوفیائے کرام کا مقصود قلوب کو ذاکر بنا کر واصل باللہ کرنا ہے یہی تو وہ حصہ ہے جس کے بارے میں خود رب کریم نے فرمایا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ "اللہ کا نور زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن کا قلب ایسی صلاحیت رکھتا ہے جہاں وہ سما جاتا ہے۔ قلب انسانی میں اللہ تعالیٰ نے عجیب و غریب صلاحیتیں رکھی ہیں۔ یہ وہ لطیف و شفاف چیز ہے جس کو حرام و ناپاک کھانا، زبان سے نکلنے والے ناپسندیدہ کلمات حتیٰ کہ برے افکار و نظریات بھی اسے بیمار کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح یہ آئینہ نور ذات باری کو منعکس کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔ اللہ اللہ کی ضربوں کے صیقل سے 'اہل دل' اس میل کو دور کرتے ہیں۔ اور دل کی ہر دھڑکن پر اسم ذات کو اس طرح نقش کر دیتے ہیں۔ گویا ہر سانس کی آمد و شد میں اللہ کا نام شامل ہو جاتا ہے۔ یہی چیز انسان کو اللہ کی نافرمانی سے باز رکھتی ہے اور نیکی کا جذبہ بیدار کرتی ہے۔ اللہ کے یہ سپاہی ادخلوا فی السلم کافۃ کے ذریعے خدا کی نیابت و خلافت کے اہل بنتے چلے جاتے ہیں۔

بیعت شیخ اپنے اندر غیر محسوس اثرات رکھتی ہے۔ عقیدت و محبت کی وجہ سے قلب مرید اسی بینڈ اور فریکوئنسی پر ٹیون ہو جاتا ہے جس پر قلب شیخ۔ شیخ کی اللہ اللہ کی ضرب مرید کے قلب پر اثر کرتی ہے۔ بعینہٖ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اطاعت و محبت سے قلوب نبوت کے "بینڈ" پر "ٹیون" ہو جاتے ہیں اور انوارات نبوت سے مستفیض ہوتے ہیں۔ یہی حال اسلامی عقائد کا ہے۔ قلب میں صلاحیت ہو تو ان افکار و نظریات کی

وجہ سے تجلیات باری سے ضرور مستفیض ہوتا ہے۔ انبیاء کرام اور بعد میں ان کے نائبین اس طرح مخلوق کے ٹوٹے ہوئے تعلق کو خالق سے جوڑتے رہے ہیں۔ صرف شرط قلب کا سلیم ہونا ہے۔ ورنہ کعبۃ اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کے باوجود کفار اور منافقین کے قلوب پر اس لئے کوئی اثر نہ ہو سکا کہ ان کے دل یا تو کسی اور فریکوئنسی پر ٹیون تھے یا تو پھر بالکل off اور فیوز تھے۔

قلب انسانی ریسیور اور ٹرانسسٹر یعنی اثر پذیری اور اثر اندازی دونوں خصوصیات رکھتا ہے جتنی نورانیت قلب میں زیادہ ہو گی اس قدر اس کے اثرات کی ٹرانسمشن وسیع ہو گی۔ خدا کے فضل و کرم سے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ کے قلب سے نکلنے والے اثرات بین البراعظمی بن گئے ہیں۔ اس سے منسلک کوئی طالب قطبین پر بھی اگر اللہ اللہ کر رہا ہو تو اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ شیخ کی توجہ شیطانی اثرات کو ختم کرنے میں راکٹ اور میزائل کے حملے کا سا اثر رکھتی ہے۔ البتہ غلط افکار و نظریات کے حامل متعصب لوگوں کے دل منفی اثرات کی ٹرانسمشن کرتے رہتے ہیں۔

حزب الشیطان کے مقابل رب ذوالجلال نے حزب اللہ کو نہ تو بے سرو سامان چھوڑ دیا اور نہ اس حالت میں کہ اس کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہ ہو۔ مشکلات اور پریشانیاں دنیا کی امتحان گاہ کے پرچے ہیں۔ اعلیٰ درجات کی عطا کے لئے یہ پرچے زیادہ مشکل محنت طلب اور صبر آزما ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کے دل ہر حال میں صابر و شاکر اور مطمئن رہتے ہیں۔ محلات میں رہ کر دنیا کی تمام آسائشوں کے ہوتے ہوتے بھی اکثر و بیشتر لوگ مضطرب اور پریشان ہی رہتے ہیں لیکن وہ لوگ جن کے دل اللہ کے نام سے دھڑکتے ہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا حادثہ بھی ان کو پریشان کر کے راہ حق سے ہٹا نہیں سکتا۔ ذکر کی محفلیں جنت کے باغات ہیں۔ اللہ اللہ کرنے والوں کے۔ بدن تو وقتی طور پر مشکلات میں پڑ سکتے ہیں لیکن ان کے قلوب و ارواح تو جنت کے سکون سے مسرور ہوتے ہیں اور اللہ کا ذکر ان کا قلعہ ہوتا ہے۔ مصائب کی طغیانیوں میں اللہ کا ذکر کشتی نوح علیہ السلام ہے اللہ والے اس کے ملاح۔ تمام مسلمان کو خود رب رحیم نے حفاظت کا یہی طریقہ بتایا ہے۔

فرمایا:

یا ایّھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصّادقین

"اے اہل ایمان تقویٰ اختیار کرو - اور صادقین کے دامن مضبوطی سے تھام لو۔"

ان خوش نصیبوں کی تلاش میں فرشتے آسمانوں سے آتے ہیں اور ان کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور مشکلات میں اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں - اللہ کی معیّت ان کو نصیب ہوتی ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ

دنیا میں جب بھی کسی کو کسی اعلیٰ کارکردگی پر انعام ملے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی قابلِ ذکر ہستی کے ساتھ اس کا فوٹو آجائے۔ چند لمحات کی اس محفل و معیّت کو پھر وہ فریم میں محفوظ کرتا ہے اور سنبھال کر رکھتا ہے اور ہر کسی کو فخر سے دکھاتا رہتا ہے

بھلا ان سے بڑھ کر زیادہ کون خوش نصیب ہوگا جسے باری تعالےٰ کی معیت نصیب ہو۔ اور دربارِ نبوی میں حضور کی رفاقت۔

عبادت، دعا، تلاوت اور ذکرو فکر میں قلب کی شمولیت ضروری ہے۔ قلب زندہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔

آج نمازیں پڑھی جاتی ہیں لیکن دل ہیں کہ حاضر ہی نہیں ہے

دل نور سے خالی رہتے ہیں
آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں

دل دنیا کے دھندوں میں اور بدن خدا کے حضور! نماز کے الفاظ ذہنوں میں ٹیپ شدہ ہوتے ہیں اور بدن آٹومیٹک حرکات کرجاتا ہے۔

سلام پھیریں تو پھر ہوش آجاتا ہے کہ نماز ختم شد۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی - دنیا کی یہ مدہوشی نماز میں ہی ختم نہیں ہوتی اس کا علاج

اہلِ دل ہی کر سکتے ہیں۔ جو زندگی بھر خدا کی اطاعت، فرمانبرداری میں رہتے ہیں۔ نبوت کا باطنی حصہ سکون و اطمینان تنخواہ کی صورت میں وصول کرتے ہیں۔

ان کی قبریں بھی ذکر کے اثرات سے منور ہوتی ہیں اور برزخ کی زندگی ان کی پنشن کا حصہ ہے۔ اور قیامت ان کے لئے وہ خصوصی تواضع کا دن ہے جہاں انہیں رضائے الٰہی کے تمغے اور جنت کے محلات عطا کئے جائیں گے

اُولٰئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں موت سے قبل ہی فرشتے لَا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا کا مژدہ سناتے ہیں۔ یعنی نہ تم (ماضی) پر غمگین ہو اور نہ مستقبل کے لئے فکر مند۔ تمہاری مزدوری اللہ تعالیٰ خود عطا کریں گے۔

وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰلِمِيْنَ اور اللہ پاک نے تو ان سے یہ وعدہ کر رکھا ہے۔ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائے جن پر اس کے انعام و اکرام اور فضل کی بارش ہوتی رہی ہے۔ (آمین)

ماھنامہ المرشد

کا مطالعہ ہر چھوٹے بڑے کے لئے اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس میں دینی۔ اصلاحی اور اصلاحِ قلب کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس کا زرِ سالانہ صرف ۴۵/ روپے ہے جبکہ فی پرچہ ۴/- ہے۔

داڑھی کی دینی اور شرعی حیثیت

ایک استفتا اور اس کا جواب

ذیل میں داڑھی سے متعلق ایک اہم استفتاء امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کے ذریعہ اس کا جواب پیش کیا جا رہا ہے۔ اس ملک میں آر ایس ایس کے رہنما گورو گوالکر بھی داڑھی رکھتے تھے اور سکھ فرقہ تو گویا مذہب کی رو سے اپنے کو داڑھی رکھنے کا پابند سمجھتا ہے۔ ہندوستانی سماج میں داڑھی شرافت دینداری اور وقار کی علامت تصور کی جاتی ہے اسلئے مسلمانوں کے داڑھی رکھنے پر اعتراض نہیں ہوا لیکن ذیل کے استفتاء سے ایک نئے رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے اسکے مطابق نہ صرف اعتراض ہے بلکہ اس جرم میں مستفتی کو سسپنڈ بھی کر دیا گیا ہے اور اب یہ معاملہ عدالت میں زیر غور ہے۔ حضرت امیر شریعت نے داڑھی کی دینی اور شرعی حیثیت کو پورے طور پر واضح کر کے داڑھی کا اہتمام نہ کرنیوالے مسلمانوں کو بھی غور و فکر کی دعوت دی ہے ———— (شاہد رام نگری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بروز جمعہ ۱۲ اکتوبر ۸۳ء — از مقام الیسی

محترم و مکرم جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم! — السلام علیکم ورحمۃ اللہ

راقم السطور ایک شافعی المسلک مسلمان اور کیرالہ پولیس میں ملازم ہے ماضی قریب میں اللہ کے فضل و کرم اور توفیق سے میرا رجحان اتباع سنت کی طرف بڑھا اور میں نے منجملہ اور سنتوں کے داڑھی کی سنت کا بھی اہتمام کیا میرے محکمہ کے آفیسروں کو اس سے سخت تکدر ہوا انھوں نے مجھ کو اس سے

بازرکھنا چاہا میرے اصرار پر مجھے معطل کردیا گیا۔ اب میں عدالت سے حکم امتناعی (STAY) لے کر ملازمت پر جاتا ہوں اور مقدمہ زیر سماعت ہے۔ ایک استفتاء ارسال خدمت ہے براہ کرم جواب عنایت فرمائیں تاکہ اسے عدالت میں پیش کیا جا سکے۔ آپکے ادارہ کو جو الحمدللہ عالمی شہرت حاصل ہے اس بنا پر قوی امید ہے کہ عدالت آپکے فتوے کو وزن دیگی۔ براہ کرم جواب کی ایک کاپی انگریزی میں بھی ارسال کریں کیونکہ یہاں کورٹ میں کوئی اردو داں نہیں ہے۔

استفتاء از علمائے دین

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مقتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں از روئے فقہ شافعی:۔

(۱) از روئے شریعت داڑھی کے وجوب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) کیا داڑھی نہ رکھنے والا گنہگار اور مرنےکے بعد کی زندگی میں مورد عذاب ہوگا؟

(۳) داڑھی کی کتنی مقدار ضروری ہے؟

فقط والسلام طالب توجہ

Sd/ T.A- md .Fasi

داڑھی مسلمانوں کا شعار ہے شعار اسے کہتے ہیں جو ایک انسان کو دوسرے سے ممتاز کرے نہ صرف یہ بلکہ داڑھی رکھنا تمام مذاہب کے مذہبی لوگوں کا شعار ہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی یہودی سبھی اقوام پر نظر ڈالی جائے تو ان کے مذہبی لوگوں اور پیشواؤں کے چہرے پر آپ داڑھی پائیں گے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر مذاہب نے داڑھی رکھنے کی تعلیم دی ہے۔

قرآن، حدیث اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ہی انبیاء داڑھی رکھا کرتے تھے۔ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی کا تذکرہ تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ امام رازیؒ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی داڑھی گھنی اور کافی شاندار تھی۔ قصص القرآن میں حضرت ادریس علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے ان کی خوبصورت داڑھی کا تذکرہ کیا ہے۔ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ داڑھی رکھی۔ کتب احادیث اور تاریخ اسلام اس سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت اقدس محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو فطرت یعنی اصل بتایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے مروی ایک حدیث میں دس چیزوں کو فطرت کہا گیا ہے اس میں داڑھی بھی شامل ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں فطرت ان باتوں کو کہا جاتا ہے جو تمام انبیاء و رسل کا متفق علیہ طریقہ اور معمول ہے۔ صاحب مجمع البحار نے لکھا ہے۔

عشرة من الفطرة ای من السنة ای سنن الانبیاء علیھم السلام دا تفقت علیہ الشرائع کانھا امر جبلی فطروا علیہ (ص ۸۰)

امام نووی عشرة من الفطرة والی حدیث کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں۔

قالوا ومعناہ انھا من سنن الانبیاو علیھم الصلواة والسلام

صحیح بخاری مسلم اور نسائی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں بھی داڑھی بڑھانے کا ذکر بصیغہ امر ہے۔ انہیں بنیادوں پر داڑھی رکھنا اور چھوڑنا شریعت اسلامیہ میں واجب ہے۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر ہمیشہ رہا ہے۔

شرع کی اصطلاح میں سنت کی تعریف علی ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ترکہ احیاناً یعنی جو کام اور رعبادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو اور کبھی کبھی اس کو چھوڑ دیا ہو یہ تو سنت اور جس امر کو آپ نے کبھی ترک ہی نہ کیا ہو اس کا مرتبہ اس سے اونچا ہوگا اور وہ واجب ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے احفوا الشوارب شوارب کو کٹوانا ایسا ہی واجب ہے جیسے داڑھی کو چھوڑنا۔ مجھے کہیں یاد نہیں کہ فقہاء نے اس کے وجوب کا انکار کیا ہے (جواہر الفقہ جلد ثانی ص ۲۳۶) اسی لئے حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ یعنی فقہ حنفی فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی سبھوں کا اس پر اتفاق ہے کہ داڑھی منڈانا اور ایک مٹھی سے کم داڑھی کا کٹوانا حرام ہے۔ فتح القدیر اور درمختار میں لکھا ہے ویحرم علی الرجال قطع لحیتہ الخ

واما الاخذ منھا وھی دون القبضة کما یفعلہ المغاربة و مخنثة الرجال (فتح القدیر و درمختار وغیرہ) حرم ہے ڈاڑھی کا کاٹنا اور اس حال میں کہ ایک مٹھی سے کم ہو، کترنا کسی کے یہاں مباح نہیں،

الابداع فی مضار الابتداع، جو مذہب مالکی کی کتاب ہے۔ اس

میں لکھا ہے مذہب السادۃ المالکیۃ حرمۃ حلق اللحیۃ وکذا قصہا اذا کان یحصل مثلۃ حرام۔ حرام ہے۔ منڈانا اور کٹانا داڑھی کا جب کہ اس سے مثلہ ہو جائے۔

اور شرح العباب میں اذرعی نے لکھا ہے:۔

قال الاذرعی الصواب تحریم حلقھا جملۃ لغیر علۃ بھا وقال ابن الرفعۃ بان الشافعی رحمۃ اللہ نص فی الام علی التحریم۔ حرام ہے منڈانا داڑھی کا بلا عذر تصریح کی امام شافعیؒ نے ام میں (نام کتاب)

فقہ حنبلی کی بات ذیل کی عبارت سے معلوم ہوگی:۔

منہم من صرح بان المعتمد حرمۃ حلقھا ومنہم من صرح بالحرمۃ ولم یحک خلافا کصاحب الانصاف یعلم ذلک من شرح المنتہی وشرح منظومۃ الادب وغیرہا۔ تصریح کی اس پر کہ حرام ہے منڈانا ڈاڑھی کا، تصریح کی حرمت پر اور کسی کا خلاف نقل نہیں کیا۔

لمتر کی شرح الفوائد نہایہ میں تصریح کی ہے واما فعلہ الشوارب واعفوا اللحی فہو مخالف الاصول الدین کما فی الصحیحین عن ابن عمر رضی اللہ احفوا الشوارب واعفوا اللحی۔ اور مشکوٰۃ کی شرح لمعات کے باب السواک میں لکھا ہے: ھل یجوز حلق اللحیۃ کما یفعلہ الجوالقیون الجوب لایجوز۔ ذکرہ فی جنایۃ الہدایۃ۔ فتح القدیر باب الصوم میں لکھا ہے: واما الوخذ منہا ای من اللحیۃ وھی دون ذلک ای قدر القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد انتہی۔ اور ایسے ہی درمختار کی کتاب الصوم میں کتاب الفتح اور صاحب فتح المعین شرح مسکین وشرنبلالیۃ سے نقل کرتے ہوئے عدم اباحت کا حکم لگایا ہے۔ شیخ محقق عبدالحق الدہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب السواک میں لکھا ہے داڑھی کم از کم ٹھوڑی کے بعد ایک مشت ہونی چاہیئے۔

داڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم رکھنا ایک ہی بات ہے اور دونوں حرام ہے۔ داڑھی منڈانے والے اور ایک مشت سے کم رکھنے والے فاسق ہیں اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک داڑھی منڈانے اور کٹوانے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں (شامی باب الامۃ عند مالب البدعۃ اقسام، کبیری شرح منیۃ باب الامامۃ) ـــــ حاصل کلام یہ کہ داڑھی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ داڑھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جملہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ دین اور بزرگان سلف کا متفقہ معمول ہے اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ داڑھی کا کٹانا یا ایک مشت سے کم داڑھی کا کٹانا حرام ہے۔ داڑھی منڈانے والے اور کٹوانے والے فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز بھی حرام ہے۔

بہ شکریہ ماہنامہ طیب دیوبند

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبدالباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255